رجسٹرڈ ایل نمبر

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

قیمت پیشگی سالانہ

۲۔ ہندوستان سے باہر کے

صاحب والوں سے

عت کے غیر مستطیع

سے کم آمدنی والے

جلد | قادیان دار الامان مورخہ ۳۰ اپریل سنہ ۱۹۰۷ء مطابق ۱۶ ربیع الاول ۱۳۲۵ھ | نمبر ۱۵

مردے از غیب بروں آید و کارے بکند

میں نے وٹرنری اسسٹنٹوں کو بیشتر تحریک کے ذریعہ ان غریب بھائیوں کی امداد کیلئے متوجہ کیا تھا جو وٹرنری کالج میں تعلیم پانے کے واسطے جاتے ہیں یا جانا چاہتے ہیں مگر اپنی مفلسی اور ناداری کیوجہ سے وہ اخراجات برداشت نہیں کر سکتے اور اسوجہ سے نوجوانوں کا ایک گروہ جو قوم اور سلسلہ کے لئے خدا کے فضل سے مفید ہو سکتا ہے مشکلات میں پڑ جاتا ہے مجلس صدقات کے ذمہ پہلے ہی مدرسہ تعلیم الاسلام کے نادار اور یتیم طلباء کے لئے کل سامان تعلیم بہم پہنچانا ابناء السبیل کو زاد راہ دینا مستحق مہاجرین اور قرضداروں کی مناسب امداد کرنا اور نومسلموں اور دوسرے مستحقین کے ساتھ سلوک کرنا ہے) باوجود مقامی ضرورتوں کے بھی وہ بیرونی احمدی طالبعلموں کی حسب ضرورت اور مناسب موقع مدد دیتی ہے اسوقت علیگڈھ کالج میں دو طالبعلموں کو اور وٹرنری کالج میں دو طالبعلموں کو وظیفہ دے رہی ہے مگر یہ بڑھتے ہوئے اخراجات ایسی صورت اختیار کر رہے ہیں جس سے اندیشہ ہوتا ہے کہ ماہواری مستقل اخراجات کو خدانخواستہ صدمہ نہ پہونچے اور انہیں روک پیدا نہ ہو اگرچہ قدر خدا کی بندہ نوازی پورا بھروسہ ہے کہ وہ سلسلہ عالیہ کے مہمات کا خود متکفل اور کارساز ہے تاہم بشری کمزوریاں ایک ایک وقت حیران کر دیتی ہیں اور مجھے بحیثیت سکرٹری سب کمیٹی صدقات اپنی ذمہ واری پر نظر کرتے ہوئے بہت ڈر لگتا ہے اسلئے میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ اس امر کی ضرورت پر قوم کو توجہ دلاتا رہوں میں نے مختلف طریق اس امر کے اخراجات کی تکمیل کے لئے سوچے ہیں جن میں سے ان طالبعلموں کیلئے (جو وٹرنری کالج میں جانا چاہتے ہیں) کی امداد کے لئے یہ تھا کہ وٹرنری اسسٹنٹ مدد کریں اور یہ فنڈ ان مستحق طالبعلموں کی دستگیری کرے جو وٹرنری کالج میں جاویں۔ اور اسطرح پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور کرم دستگیری کرے تو اس کیلئے کافی روپیہ آسکتا ہے میری اس تحریک پر وٹرنری اسسٹنٹوں کی خاموشی میرے لئے حیرت کا موجب تھی تاہم میں نے اس تحریک کو بند نہیں کیا تھا۔ خدا کا شکر ہے کہ میری محنت ٹھکانے لگی اور خدا تعالیٰ کا احسان ہے دو نوجوانوں کے دلمیں جوش پیدا کیا

جنہوں نے سچے اخلاص کیساتھ اس کام میں نمایاں حصہ لینے کیلئے عزم کیا ہے یہ مخلص نوجوان ڈاکٹر محمد اشفاق اور سید قاضی غلام حسین صاحب ہیں۔ انہوں نے خود اس فنڈ کے لئے اپنے وٹرنری بھائیوں کو تحریک کرنے کا ذمہ لیا ہے اور بہت جلد ماہواری وظائف کے لئے وہ مستقل انتظام کر کے اطلاع دیں گے اسکے متعلق جو چٹھی انہوں نے مجھے بھیجی ہے وہ نہایت اطمینان بخش ہے مجھے امید ہے کہ کم از کم ۲۰ وٹرنری اسسٹنٹ ہماری جماعت میں ہونگے اگر وہ اس فنڈ میں دو دو روپیہ ماہوار کا وظیفہ بھی دیدیں گے تو ہم ہر سال چار پانچ طالبعلم اطمینان کے ساتھ بھیج سکیں گے اور چونکہ ہر سال بفضلہ تعالیٰ اس جماعت کے بڑھنے کی امید ہے وظائف بھی بڑھتے جاوینگے۔ اور اگر عزیز برکت اللہ کیطرح داخل ہونیوالے طلباء نے یہ عزم کر لیا کہ ملازمت کیساتھ ہی خدا کے فضل سے وہ وظیفہ واپس کر دیں گے تو یہ فنڈ اور بھی مضبوط ہو جائیگا بہرحال اسوقت ضرورت ہے کہ وٹرنری اسسٹنٹ اپنے بھائیوں کی مدد کریں۔ اسوقت ایک سو روپیہ فیس داخلہ کی درخواستیں میرے پاس ہیں اور یہ روپیہ بہت جلد مطلوب ہے پس میں ڈاکٹر محمد اشفاق اور قاضی غلام حسین صاحب کو متوجہ کرتا ہوں کہ وہ اپنا کام بہت جلد شروع کر کے روپیہ بھجوائیں تاکہ داخلہ کی رقوم ادا کی جائیں اور ماہواری وظائف کا الگ انتظام ہو۔

قاضی صاحب کی وہ چٹھی جو انہوں نے مجھے لکھی ہے میں اخبار میں چھاپ دیتا لیکن محض اسوجہ سے کہ اسکا ایک بڑا حصہ میرے متعلق ہے اور میں پسند نہیں کرتا کہ ان نیک خطوط کو جنمیں میری خدمات کا شکر گذاری کیساتھ اعتراف ہو درج کروں اسلئے کہ میں جو کچھ کرتا ہوں اپنا فرض ادا کرتا ہوں۔ اور اسکے لئے کسی شکر گذاری کی حاجت نہیں میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ وہ احباب جو میرے لئے اپنے دلمیں محبت رکھتے ہیں اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں تاکہ اللہ تعالیٰ خاتمہ بالخیر کرے اور ہر قسم کی تاریکیوں اور غفلتوں سے نجات دیکر خدمت سلسلہ کے لئے مستعدی اور اسکے ساتھ سچا اخلاص عطا فرماوے۔ آمین۔

بہرحال میں امید کرتا ہوں کہ قاضی صاحب اور ڈاکٹر صاحب جو اس نیک کام کے لئے والنٹیر بنے ہیں بہت جلد اپنی ہمت اور مساعی جمیلہ کے نتائج سے اپنے مستحق بھائیوں کی دعائیں لینگے اللہ تعالیٰ ان کا رفیق و کارساز ہو آمین۔

ہندوستان کے دو پیغمبر

رام و کرشن سلام اللہ علیہما

اِیکُوْ بَرْھَمْ دُوُتِیَہ نَاسْتِی

یہ فقرہ جسکو سلیس معنے وحدہ لاشریک یا لاالہ الااللہ ہیں ہندو مذہب کے اصول میں داخل ہے۔ اور غور سے دیکھا جائے تو ہر مذہب کی بنا توحید پر ہے مگر انسان اپنے خیالات کی آمیزش کر کے اس متفق علیہ اصول کو خراب کر ڈالتا ہے۔ اور وقتاً فوقتاً ضرورت لاحق ہوتی ہے کہ خداتعالیٰ کسی انسان کو بشری خیالات کی اصلاح کیلئے مقرر فرمائے چنانچہ ہر ملک اور ہر قوم میں ضرورت کے وقت مصلح ظاہر ہونیکا ثبوت تواریخ اور مذہبی کتب میں موجود ہے۔ قرآن شریف میں صاف طور پر ارشاد ہے۔ کہ ہر ملک و ملت کے واسطے خدا ایک ہادی مقرر کرتا ہے۔ بعض رسولوں کے نام اور حالات کی تشریح فرما دی گئی ہے بعض کی نسبت اشارے کنائے کر دیئے ہیں۔ اور پھر ایک کلیہ قاعدہ قائم کر کے حکم دیدیا گیا ہے۔ کہ مسلمانوں کو خدا کے تمام رسولوں اور تمام کتابوں پر ایمان لانا ضروری اور لازم ہے مسلمان بھی زبانی ہی نہیں۔ بلکہ دل سے یقین رکھتے ہیں کہ جن رسولوں کی اطلاع انکو پہنچی ہے سب برحق ہیں۔ اتنا معلوم کرنے کے بعد سوچنا چاہیے کہ یہ ملک ہندوستان جو دنیا میں ایک بڑا ملک کہلاتا ہے۔ اس بات کا مستحق ہے یا نہیں کہ یہاں بھی خدا نے اپنے دستور کے موافق پیغام بھیجے۔ اور انکو ہدایت کرنے کیواسطے کتابیں دیں۔ اگرچہ قرآن شریف میں اس ملک کے رسولوں کی بابت کوئی تصریح نہیں پائی جاتی۔ مگر خدا کے اس کلیہ کے موافق کہ ہر قوم کے لیے ایک ہادی ہے۔ تسلیم کرنا پڑیگا کہ ہندوستان بھی ان متبرک آدمیوں سے محروم نہیں ہے جنکو خدائی اصطلاح میں نبی اور رسول کہتے ہیں ہندوستان کے نامور بزرگوں سری رام چندر جی اور سری کرشن جی اور مہاتما بدھ کے حالات پڑھنے۔ انکی طرز زندگی پر غور کرنے اور انکی تعلیمات پر منصفانہ نظر ڈالنے سے صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ ان لوگوں کے وہی حالات تھے۔ جو سیدنا حضرت ابراہیم و موسیٰ۔ عیسیٰ وغیرہ علیہم السلام کے پائے جاتے ہیں اور وہی تعلیم تھی جسکا ذکر بار بار قرآن شریف میں آیا ہے۔ اسلامی عقائد میں یہ مسلم امر ہے۔ کہ انسان کیلئے فطرتی مذہب ہمیشہ سے ایک ہی ہے جسقدر پیغمبر اور رسول بھیجے گئے۔ وہ سب ایک ہی مذہب اور ایک ہی اصول کی تعلیم کرتے تھے۔ نئے اصول کی شریعت کسی پیغمبر نے قائم نہیں کی۔ یہانتک کہ سب سے آخر اور سب سے اچھے رسول نے بھی جنکی پیروی کا ہم کو فخر حاصل ہے۔ وہی بتایا جو اگلے نبی بتاتے آئے ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ تعلیم میں ہر ملک و قوم کی سمجھ اور طرز معاشرت کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ اور ایسے طریقہ سے سمجھایا گیا ہے کہ ہر درجہ کی عقل میں آ سکے۔ آپکو معلوم ہو گا کہ توریت و انجیل کا طریقہ تعلیم تشبیہ و استعارات پر مبنی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آخر زمانہ کے آدمی عقلی اور ذہنی تغیر کے سبب اس کے فہم سے قاصر ہو گئے اور طرح طرح کی غلطیوں اور توہمات میں مبتلا ہونے لگے۔ وید مقدس۔ اور ہندوؤں کی تمام مذہبی کتابوں اور بزرگوں کے بیانات میں بھی اسقدر مشکل استعارات پائے جاتے ہیں جنکا ٹھیک ٹھیک ذہن نشین کرنا دشوار ہے اگرچہ مثالیں ایسی دی ہیں کہ معمولی عقل والا بھی ذرا سی غور میں سمجھ جائے۔ مگر افسوس ہے کہ اس ملک کے بعض لوگوں نے اصلی بات معلوم کرنے میں توجہ نہیں کی۔ اور ظاہری الفاظ پر عمل کر کے ایک پاکیزہ اصول کو خراب کر دیا۔

میں ایک مثال دنیا کی پیدائش کی نسبت پیش کرتا ہوں۔ قرآن شریف میں خدا فرماتا ہے۔ کہ ہم نے حکم دیا۔ کُن فیکون۔ ہندو مذہب میں ہے اول برہما پیدا ہوا اس نے تمام عالم کو ظاہر کیا۔ غور کیجیے کہ ان دونوں بیانات میں کیا فرق ہے کچھ بھی نہیں۔ بالکل متحد بیان ہیں۔ قرآن میں خدا نے صفت خالقیت کو کُن کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔ اور وید میں برہما کے لفظ سے یہ ہی صفت ایجاد کا نام ہے۔ جبتک یہ صفت ظاہر نہیں ہوئی۔ دنیا ناپید تھی جسطرح کُن کے ظہور کے بعد تکوین کا ظہور ہوا۔ اسیطرح برہما کے ظہور کے بعد سب کچھ ظاہر ہوا یہی کیفیت تمام اصول مذہب کی ہے۔

مورتوں میں آپ نے دیکھا ہو گا۔ کہ ایک جسم میں سیکڑوں ہاتھ اور متعدد سر ہیں۔ اور ہر ہاتھ میں مختلف چیزیں ہیں کسی میں تلوار ہے۔ کسی میں پھول ہے۔ کسی میں اناج کا خوشہ ہے۔ اور ہندو ان مورتوں کے آگے سر جھکاتے ہیں اسوقت آپکو نفرت آمیز ہنسی آئیگی۔ کہ یہ کیسی مضحکہ خیز صورت ہے اور یہ کیسے احمق ہیں کہ اس کے آگے سر جھکاتے ہیں۔

مگر حضرات ہندوستانی رہبروں نے یہاں کے باشندوں کو سمجھانے کے لیے صفات الٰہی کی حقیقت صاف طور پر ذہن نشین کرنے کے واسطے یہ مورتیں بنائی تھیں۔ تاکم سمجھ لوگ آسانی سے سمجھ جائیں۔ کہ خدا میں قہر کی شان بھی ہے جسکا نمونہ تلوار ہے اور رحم میں بھی جسکا نشان پھول یا اس قسم کی کوئی اور چیز ہے انکے ہاتھ میں رزق ہے۔ اسلئے اناج کا خوشہ دکھایا جاتا ہے۔ مگر ثابت ہوا کہ انسان بہت ہی بیعقل ہے۔ اور مثالوں کو ذریعہ کے بجائے نتیجہ سمجھ لیتا ہے۔ چنانچہ ان مثالی صورتوں کے سبب بت پرستی شروع ہو گئی۔ اور ہزاروں غلط فہمیاں واقع ہو گئیں یہ بات ہندوستان پر مخصوص نہیں ہے۔ دنیا میں اور بھی کئی ملک ایسے ہیں جہاں صرف مثالی خرابی سے بت پرستی کا رواج ہوا۔ روم یونان مصر میں اس کی کافی شہادتیں موجود ہیں۔

جب تمام دنیا میں عالمگیر غلط فہمیاں واقع ہو گئیں۔ تو خداتعالیٰ نے ایک ایسا آسان صاف سیدھا طریقہ تعلیم سکھا کر ہمارے حضرت صلعم کو بھیجا۔ جو تمام دنیا کی ہدایت کے لیے کافی ہو۔ اور تمام مذاہب عالم میں جسقدر خرابیاں بشری خیالات اور نفسانی جذبات کے سبب پڑ گئی تھیں۔ وہ دور ہو جائیں۔ میں نہیں کہتا کہ میرا دعویٰ خوامخواہ تسلیم کر جائے۔ بلکہ تجربہ اور غور سے تحقیق ...... کرنا چاہیے۔ کہ اسلام نے قدیمی اصول کو جس پیرایہ میں بیان کیا ہے وہ اس قابل ہے یا نہیں کہ تمام دنیا کے مذہبوں کی خرابیاں آسانی سے رفع کر دے تجربہ مشاہدہ کرادیگا کہ بیشک اسلام کا طریقہ تعلیم ایسا صاف سیدھا اور آسان ہے کہ قدیمی اصول مذہب عمدگی کے ساتھ ذہن نشین ہو سکتے ہیں۔

اب میں مجمل طور پر ہندوستان کے دو نامور بزرگوں سری رام چندر جی۔ اور سری کرشن جی کے حالات پیش کرتا ہوں تاکہ آپ کو معلوم ہو۔ کہ ان لوگوں کی زندگی۔ اور تعلیم ہمارے مسلمہ رسولوں کے کسقدر مشابہ تھی میں رام و کرشن جی کے بعض اقوال کو اپنے حضور صلعم کے ارشاد نیز قرآن شریف کے بیان سے مطابق کر کے دکھانا چاہتا ہوں کہ یہ لوگ واقعی ہندوستان کے رسول تھے۔ اور ہمارے حضور کو سب کے بعد بھیجے گئے۔ مگر وہی بیان کیا جو پہلے بیان ہو چکا تھا۔ کوئی نیا دین لیکر نہیں آئے تھے۔ لہٰذا تمام دنیا خاصکر ہندوستان کو لازم ہے۔ کہ پرانی تعلیم کو نئے طریقہ سے سیکھے جو سب سے زیادہ آسان اور صاف ہے اور جسمیں اکثر وہی باتیں ہیں جو ہندوستانی رسول فرما گئے تھے۔

رام جی

رام جی اودھ کے راجہ دسرتھ کے بڑے صاحبزادے تھے۔ ہندوستان میں رام لیلا کا مشہور میلا انہی کی یادگار میں منایا جاتا ہے۔ ابھی سولہ برس کی عمر بھی نہ ہوئی تھی۔ کہ اپنے خاندانی پیشوا بشست جی کے ہمراہ سیاحت کو نکلے۔ اور تمام مشہور متبرک مقامات اور اہل اللہ بزرگوں کی زیارتیں کیں۔ قدرتی نظارے دیکھے۔ دنیا کے نشیب و فراز ملاحظہ کئے۔ جب واپس آئے تو عجب حال ہو گیا۔ ہر وقت سوچ اور فکر میں مستغرق رہتے۔ کھانے پینے اور دنیا کے تفریحی مشغلوں سے نفرت ہو گئی۔ اکثر خاموش رہتے۔ اور بولتے تو فرماتے یہ کیسی بری دنیا ہے۔ بالکل ہیچ و ناپائدار ہے۔ اسی اثنا میں ایک ایسا موقع آیا۔ کہ اس زمانہ کے مشہور بزرگ بسوامتر جی راجہ دسرتھ کے پاس آئے۔ اور رام جی کو کسی سرکش عبدکا کی ہلاکت کیلئے مانگا۔

راجہ نے انکی کمسنی و ناتجربہ کا عذر کیا۔ مگر بسوامتر جی کے اصرار سے رام جی دربار میں بلائے گئے۔ اور ایک ایسی عالمانہ و عارفانہ تقریر کی۔ کہ راجہ اور تمام درباری خاص کر بسوامتر اور بششت جیسے عارف لوگ حیران رہ گئے کہ یہ کم سن بچہ کیسی باتیں کرتا ہے۔ رام جی نے اپنی تقریر میں انسانی ہستی کے تمام مدارج اور دنیا کے تغیرات کی نسبت بششت جی اور بسوامتر جی سے سوالات کئے مگر ایسے پیرایہ میں جیسے کوئی شخص تجاہل عارفانہ کرتا ہے۔ خود ہی ایک امر کی نسبت شک و شبہ بیان کرتے۔ اور خود ہی ایک لطیف کنایہ سے اس کا جواب دیدیتے بسوامتر اور بششت نے رام جی کے سوالات کا جواب دیا۔ مگر انصاف سے دیکھا جائے۔ تو صاحب عرفان سایل کے سوالات کی شان کے موافق ان لوگوں کے جواب نہ تھے۔ یہ رام جی کا شیر خوارگی کا حال تھا۔ اس کے بعد انہوں نے ایک خاص امتحان کے موقعہ پر بیسیوں راجوں کے مقابلہ میں ایک مشہور کمان توڑ کر امتحان پاس کیا اور راجہ کی بیٹی سیتاجی کو جیت کر بیوی بنایا۔ پھر چند سال تک اپنی سوتیلی ماں کے حسد کے سبب صحرا میں زندگی بسر کرتے رہے۔ یہاں انکے ہمراہ انکے بھائی لچھمن جی۔ اور بیوی سیتاجی بھی تہیں۔ یہیں انکو ایک سرکش و بدکار راجہ نے جسکا نام راون تھا۔ دھوکہ دیا۔ اور انکی بیوی سیتاجی کو چرا کر لے گیا۔ اور رام جی کو اس ملک لنکا پر حملہ کرنا پڑا۔ چنانچہ ہنومان نامی کوہستان کے راجہ کی مدد سے لنکا فتح کر کے راون کو مارا اور سیتاجی کو چھینا۔ اس کے بعد اپنے راج استہان یعنی دارالخلافہ اجودھیا پوری میں واپس آئے۔ اور راج کرنے لگے۔ اسی راج کے زمانہ میں انہوں نے رسالت کے فرایض کو پورا کیا۔ ایک عجیب بات ہے جسکی بابت حدیثوں میں بھی اشارہ ہے کہ ہر بڑے رسول کو ایک بڑے دشمن سے سابقہ پڑتا ہے اور وہ دشمن اسی رسول کے ہاتھ سے ہلاک ہوتا ہے۔ حضرت ابراہیم کو نمرود۔ اور حضرت موسیٰ کو فرعون۔ اور ہمارے حضور کو ابوجہل سے سابقہ پڑا تہا۔ اسیطرح رام جی کو راون اور کرشن جی کو کنس جیسے خونخوار دشمن دیئے گئے تھے۔ جو مذکور دشمنوں کیطرح ذلت و خواری سے ہلاک ہوئے اگر اس ظاہری خصوصیت کے ساتھ میرے خیال میں ایک اور خصوصیت بھی ہے جسکو حضرت مولانا محی الدین ابن عربی نے بھی سنا لکھا ہے کہ فرعون و نمرود صفت قہاری کے ظہور تھے چونکہ خدا کو صفت رحیمی اور شان رحمت ظاہر کرنی مقصود تھی۔ جو رسولوں کے ذریعہ سے ظاہر کی اسواسطے شان جلال و جبروت کو بھی ہر رسول کے زمانہ میں ظاہر کیا۔ رام جی کے زمانہ میں راون بھی شان قہر کا مظہر تہا۔ چونکہ شان قہر کے ظہور کے لئے مختلف صورتیں اور طریقے ہیں۔ اسلئے راون کے بہت سے ہاتھ اور سر بیان کئے جاتے ہیں۔

اب رام جی کے چند اقوال جو انکی تعلیم کا نمونہ ہیں۔ جو لوگ بششت اور رامائن سے اخذ کر کے بیان کئے جاتے ہیں۔ فرماتے ہیں دنیا کی مثال چمکدار ریت کی ہے۔ جو پیاس نہیں بجھا سکتی مگر پیاسے کو دھوکہ میں ڈالتی ہے۔ اسلام میں بھی دنیا کو سراب کی مثال سے یاد کیا گیا ہے۔ فرمایا جن کے پاس کتابیں ہیں۔ مگر سمجھتے نہیں۔ وہ بوجھ اٹھانیوالے مزدور ہیں۔ قرآن شریف میں اسکی مثال بوجھ اوٹھانیوالے گدھے سے دیگئی ہے۔ فرمایا دل کتا ہے۔ جہاں مردار دیکھتا ہے کھانیکو دوڑتا ہے۔ ہمارے حضور نے فرمایا۔ الدنیا جیفة وطالبها کلاب دنیا مردار ہے اور اسکے طالب کتے۔ فرمایا جو کچھ دریافت کرتا ہے۔ اپنے آپ سے دریافت کر کہ سب کچھ تجھ میں ہے۔ قرآن شریف میں بھی ایساہی ارشاد ہے۔ کہ وفی انفسکم افلا تبصرون۔ اپنے آپ کو کیوں نہیں دیکھتے۔ اور حدیث میں ہے۔ من عرف نفسہ فقد عرف ربہ۔ اور فرمایا بارہا دیکھا گیا کہ ایک اکیلا مرد بڑے گروہ کو بھگا دیتا ہے۔ قرآن شریف میں آیا ہے۔ کم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة۔ ترجمہ بعض دفعہ چھوٹا گروہ بڑے پر غالب آجاتا ہے۔ فرمایا یہ عالم محسوس وہم و خیال ہے۔ مگر تعجب ہے کہ جو نہیں ہے۔ وہ دکھائی دیتا ہے۔ اور جو ہے وہ نظر نہیں آتا۔ فرمایا عمر کی مثال بجلی کی ہے کہ ایک دم چمکی اور نہ رہی۔ فرمایا یہ کیسا برا گھر ہے۔ جس کا دروازہ ہڈی کا اور دربان بندر یا زبان کو فرمایا اسلئے کہ اسکو قرار نہیں رہتا۔ اہنکار یعنی ہا ہمی آدمی کی دشمن ہے۔ فرمایا دنیا میں رہنا اور اسمیں مبتلا نہ ہونا ایسا ہے جیسا دریا میں کوئی ہو اور تر نہ ہو۔ درمیان قعر دریا تختہ بندم کردہ۔ باز میگوئی کہ دامن تر مکن ہوشیار باش۔ اور فرماتے ہیں

سنتوش پرم لابھ ... صبر میں سب سے زیادہ فائدہ ہے۔

ست سنگ پرم دہم .. اچھی صحبت بڑی دولت ہے۔

بچار پرم گیانم .. .. سوچنا بڑی عقلمندی ہے۔

سمم چیہ پرم سکھم .. .. سب کو ایک نگاہ دیکہنا بڑا سکھ ہے۔

کیا اچھی تعلیم ہے۔ مگر افسوس زیادہ بیان کرنے کی گنجایش نہیں۔

رام جی کے بعد تھوڑا حال سری کرشن جی کا بھی معلوم کر لینا چاہئے۔ کرشن جی کے ساتھ بعینہ وہ قصہ پیش آیا۔ جو حضرت موسیٰ کے ساتھ پیش آیا تھا۔ یعنی کرشن جی کے ماموں راجہ کنس کو جو متھرا پر حکومت کرتا تھا۔ نجومیوں نے خبر دی تھی کہ تیری بہن دیوکی کا آٹھواں فرزند تیرا قاتل ہو گا۔ اس خبر نے کنس کو ایسا خوف زدہ کیا۔ کہ اس نے اپنی بہن اور بہنوئی کو قید کر دیا۔ اور جو بچہ انکے ہاں ہوتا اسکو مار ڈالتا جب آٹھویں کرشن جی پیدا ہوئے تو ماں باپ نے چپکے سے ایک گاؤں میں جسمیں گائے چرانیوالے رہتے تہے اس بچہ کو بھیجدیا۔ اور کنس سے بیٹی پیدا ہونیکا بہانہ کر دیا۔ کرشن جی نے گوکل میں جو گھوسیوں کا گاؤں تہا پرورش پائی۔ جب ہوشیار ہوئے اور ان سے عجیب و غریب باتیں ظاہر ہونی لگیں تو راجہ کنس کو خبر پہونچی اور وہ سمجھ گیا۔ کہ یہ میرا بھانجہ ہے۔ ان دنوں کرشن جی رسولوں کی سنت خاص کر حضرت موسیٰ کی سنت کے موافق گائے چرایا کرتے تہے۔ ماموں نے حیلہ سے بلایا۔ اور قتل کرنا چاہا۔ مگر انہوں نے اسی کو ہلاک کر ڈالا۔ اور دنیا کو اس ظالم سے پاک کیا ان ایام میں کرشن جی کا بانسلی بجانا۔ اور گوپیوں سے اختلاط کرنا۔ سب استعاری ہیں۔ جس سے انکی پاکبازی پر حرف نہیں آسکتا۔ کیونکہ کنس کے مرنے کے بعد انکی زندگی میں نئے آثار شروع ہوئے۔ اور حکومت ظاہری کے ساتھ ہی انہوں نے روحانی حکومت کے اصول بیان کرنے شروع کئے چنانچہ جب ہندوستان کی مشہور لڑائی مہابھارت ہوئی جسمیں کرشن جی نے بڑا حصہ لیا تہا۔ تو عین میدان جنگ میں کرشن جی نے اپنے چیلے ارجن کو اپدیش دیئے۔ انہی لیکچروں کے مجموعہ کا نام گیتا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے۔ کہ انسان اپنی مغالطہ کی پیدا شدہ تکالیف سے نجات پاسکتا ہے۔ اگر تین طریقے اختیار کرے (۱) قدرت کاملہ اور قدرتی اشیاء کا عشق (۲) فرایض معلوم کرنے کے لئے تحصیل علم (۳) فرایض کا ادا کرنا بلا خواہش نفسانی انہیں تین اصول پر بحث کی ہے گیتا۵ ادہیائے سنیاس یوگ میں فرماتے ہیں۔ ذی علم اور حلیق برہمن گائے ہاتہی کتے۔ اور بدکار آدمی اور پنڈت سب کو ایک نگاہ دیکہتا ہے اور فرمایا وہ یوگی سے بھی بڑھکر ہے۔ جو بھلا چاہنے والے دوستوں دشمنوں قابل نفرت لوگوں نیکوں اور بدوں سب کو یکساں سمجھتا ہے۔ گیتا ۱۲ ادہیائے علالت کے سبب میں کرشن جی کے اقوال زیادہ تفصیل اور اسلامی مطابقت کے ساتھ جمع نہیں کر سکا۔ انشاء اللہ کسی دوسرے موقع پر پیش کئے جائیں گے۔ البتہ سامعین کی دلچسپی کے لئے ایک وظیفہ بیان کیا جاتا ہے جو کرشن جی کے پیرو کسی سختی کے وقت پڑھتے ہیں وظیفہ یہ ہے: کرشنا کرشن پرماتمہ بہہ پرنیہ پڑے ہے انجن بھیم تو آنگ شرنم پام ہے بہے بھیتا پہ کھنک دیسے۔ مگر افسوس ہے۔ کہ کرشن جی کے اقوال کو لفظوں کی پوجا کر لیجاتی ہے۔ جسکا نام گیتا کا پاٹ ہے۔ اور بہت کم لوگ اسکی عجیب فلسفہ کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ آخر میں مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہندوستانی رسولوں کی پیشگوئی لکھدی جائے جسمیں ہمارے حضور کی نسبت خبر دیگئی ہے۔ ہمارے سلسلہ نظامیہ کے ایک بزرگ مولوی شاہ حکیم محمد حسن صاحب نظامی نے ایک ضخیم تفسیر لکھی ہے جسکا نام غایتہ البرہان ہے اس تفسیر میں تمام دنیا کی مذہبی کتب سے حضرت صلعم کی خبریں لکھی گئی ہیں اور عجیب و سیع معلومات سے انکو ثابت کیا ہے۔ چنانچہ وید کی پوری عبارتیں مع تشریح درج ہیں جنکا نقل کرنا مشکل ہے جسکو شوق ہو مولوی شاہ فضل احمد صاحب نظامی سے امروہہ ضلع مرادآباد کے پتہ پر یہ مطبوعہ تفسیر منگا کر دیکھ لے میں صرف ایک حصہ کا اقتباس کرتا ہوں۔ یہاں کلکی پوران کے حوالہ سے مولانے حضرت کی خبر لکھی ہے۔ لکھتے ہیں کلکی اوتار کے باپ کا نام وشنو دیس ہو گا۔ وشنو کے معنے اللہ اور دیس کے معنے عبد یعنی عبداللہ نام ہو گا۔ ماں کا نام سومتی یعنے امانتدار ہو گا سو حضور کی والدہ کا نام آمنہ تہا۔ پہلے پہاڑ کے غار میں عبادت کریں گے۔ سو حضرت نے غار حرا میں عبادت کی۔ پہر شمال کی پہاڑوں میں ہجرت کرینگے۔ سو ہجرت بھی ہوئی۔ پہاڑ کی کہوہ میں پرس رام سے تعلیم پاوینگے۔ پرس کہتے ہیں روح کو اور رام خدا کو یعنے روح خداداد جبرائیل فرشتہ ہے۔ سو حضرت جبرائیل سے پہلے وحی لیکر آئے۔ شنبل نگری میں پیدا ہونگے شمبل دیپ کی نسبت مولانے ایک لمبی بحث کر کے ثابت کیا ہے۔ کہ شمبل ملک عرب کو کہتے ہیں۔ کلکی اوتار کے چار بھائی ہونگے۔ جنکے ذریعہ وہ فتحیاب ہونگے۔ وغیرہ وغیرہ اس بیان سے میری غرض یہ ہے کہ جسطرح سب پیغمبر ہمارے حضور کی تصدیق کرتے آئے ہیں۔ ہندوستانی رسولوں نے بھی تصدیق کی ہے۔ پس ہندوستانی رسولوں کی امت کو بھی حضور کی تصدیق کرنی چاہیئے اور ہم کو بھی ہندوستان کے تمام رسولوں پر ایمان لانا چاہیئے اسی میں ہندوستان کی ظاہری و باطنی بہبودی ہے اور یہی ایک طریقہ ہے جس سے ہندو مسلمانوں میں دلی اتحاد پیدا ہو سکتا ہے۔ اگرچہ ہندوؤں کا مسلمان اور مسلمانوں کا ہندو ہونا مشکل ہے نہ اس بیان سے میری یہ غرض ہے۔ میں تو صرف یہ چاہتا ہوں کہ ان دونوں قوموں کی باہمی نفرت و اجنبیت دور ہو۔ ہر ایک دوسرے کے پیشوا کی عزت کرے۔ اور سلسلہ کے لئے پہلے مسلمانوں کا قدم

٭ ہم اس قول کو تسلیم نہیں کرتے ایڈیٹر

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی چھپکر شایع ہوا۔

گوروں اور کالوں میں حقوق کی مساوات کا جوش

موجودہ پولیٹیکل ایجیٹیشن کے متعلق یہ تیسرا مضمون ہے جو الحکم کے کالموں میں شایع کیا جاتا ہے میں یقیناً جانتا ہوں کو شوریدہ سر اس قسم کے مضامین کو ناپسند کریں گے اور وہ الحکم کو خدا جانے کیا کیا صلواتیں سنائیں گے مگر وہ ان باتوں کی پروا کرکے امر حق کے اظہار سے رک نہیں سکتا اور انشاء اللہ نہیں رکے گا۔

یہ امر متعدد مرتبہ ظاہر کیا گیا ہے کہ ہم احمدی گورنمنٹ انگلشیہ کو خدا تعالیٰ کی ایک نعمت اور خاص برکت سمجھتے ہیں جس کے ذریعہ ہماری جان ہمارا مال ہماری آبرو اور سب سے بڑھکر ہمارا ایمان محفوظ ہے۔ اس لئے ان احسانات اور برکات کی شکرگزاری اپنا مذہبی فرض یقین کرتے ہیں جیساکہ ناظرین کو معلوم ہے آجکل جہاں اکثر ناعاقبت اندیش اور جاہ طلب لوگوں نے یہ وتیرہ اختیار کر رکھا ہے کہ وہ خواہ بیہودہ اور بے معنی ہی کیوں نہ ہو انگریزوں کے نام اور کام پر اعتراض کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں اور وہ مختلف قسم سے جاہل اور اپنے نفع و نقصان سے نابلد محض لوگوں کو بہکاتے اور اکساتے ہیں وہاں

انگریزوں کے ساتھ حقوق کی مساوات

کا بھی سوال پیش کرتے ہیں اور مختلف مثالیں دے دے کر بتاتے ہیں کہ فلاں عہدے کی تنخواہ ایک یوروپین نژاد کو اس قدر ملتی ہے اور ایک دیسی کو اسقدر علیٰ ہذا القیاس۔

اس قسم کی باتوں سے نافہم اور کوتہ اندیش پبلک بہک جاتی اور وہ اپنی محسن گورنمنٹ کی نسبت کبھی خودغرضی اور کبھی ناانصافی کا الزام لگانے کو طیار ہو جاتی ہے مگر درحقیقت یہ سخت غلطی اور گمراہی ہے۔

جو لوگ اس قسم کے اعتراض کرتے ہیں وہ حریص اور طامع ہیں اور اپنے ذاتی اغراض کی خاطر احمقوں کو اکساتے اور

آگ لگا جمالو دور کھڑی

کے مصداق ہوکر تماشا دیکھنا چاہتے ہیں۔ اور محبان وطن کی فہرست میں اپنا نام لکھا کر اپنا الو سیدھا کرنا چاہتے ہیں۔

یہ امر کہ کسی عالی رتبہ انسان کو دیکھکر ویسے ہی اعزاز اور درجہ کے حاصل کرنے کی سعی کرنا یا آرزو کرنا کو برا نہ ہو لیکن جب یہ آرزو

مقبلاں راز وال نعمت و جاہ

کے رنگ میں اور یہ سعی اخلاقی حدود کی پابندیوں سے نکل کر ہو تو نہایت ہی مذموم اور مکروہ ہو جاتی ہے۔ یہی حال ہمارے ابنائے وطن اور اہل ملک کا ہے میں اس بات سے نہیں ڈرتا کہ وہ مجھے گالیاں دیں گے یا مجھے قومی غدار کہیں گے۔ کہیں ان کی گالیاں ان کی بیہودگیاں میرے

حقیقی جذبات کو دبا نہیں سکتی ہیں

بہرحال یہ بحث ہی آجکل بہت زور شور سے شروع کی گئی ہے کہ گوروں اور کالوں کے حقوق میں مساوات ملحوظ نہیں رکھی جاتی۔ میں نے اس سوال کے سامنے پہلوؤں پہ بڑے غور سے نظر کی ہے اور مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ میں ابنائے ملک کے شور و شیوں کے ساتھ ہم آواز نہیں ہو سکتا۔ اسلئے کہ مساوات کا سوال ہی سرے سے لغو اور خلاف نیچر سوال ہے۔

جس صورت میں انسانی نسلوں میں رنگ۔ زبان۔ قویٰ۔ قد و قامت تک کا اختلاف موجود ہے اور پھر عورت و مرد و ضیع و شریف مشمول و مفلس آقا و نوکر وغیرہم صدہا قسم کے امتیاز اور اختلاف موجود ہیں تو قوانین قدرت کو بدل کر یہ مساوات کے ولولوں سے دیوانہ ہوئے ہوئے لوگ کہاں تک مساوات قائم کرنے کی قدرت رکھ سکتے ہیں۔

اور جس صورت میں یہ اختلاف قدرتی (نیچرل) اختلاف ہے تو پھر مساوات قائم کیونکر ہو سکتی ہے؟ کس کس امر میں مساوات کو قائم کیا جاویگا۔ میں یہ مانتا ہوں کہ یہ بیہودہ خیال آج ہی پیدا نہیں ہوا مختلف ملکوں میں اور مختلف قوموں میں مختلف اوقات کے اندر ایسے خیالات نے نشو و نما پایا لیکن دنیا کی تاریخ اس امر سے ساکت ہے کہ کبھی بھی مساوات قائم ہوئی ہو۔ کیوں؟

قدرت کا یہ منشا ہی نہیں۔ قدرت نے خود مساوات قائم نہیں رکھی۔ اسلئے کہ اختلاف

خدا تعالےٰ کی ہستی کی دلیل ہے

اور خدا تعالےٰ کی مجید کتاب نے بڑی وضاحت کے ساتھ اس دلیل کو بیان کیا ہے۔ جس حال میں ظاہری بناوٹ میں مساوات نہیں عقلی اور دماغی قوتوں میں باریک در باریک تفاوت اور امتیاز رکھا گیا ہے پھر کیسے نتائج اور عملی صورتوں میں مساوات قائم کرنا

قدرت کا مقابلہ ہے

اور یہ ایک بندھا ہوا قانون ہے کہ جو شخص قوانین قدرت کا مقابلہ کرتا ہے وہ نامراد رہتا ہے۔

احمق موجودہ ایجیٹیشن کو دیکھکر کہتے ہیں کہ یہ ملک کے لئے نیک فال ہے میں کہتا ہوں کہ ملک اور اہل ملک کے لئے اس سے بڑھکر بدنصیبی اور بدقسمتی کیا ہو گی۔ کہ وہ اس راہ کو اختیار کریں جو ان کے جان و مال کو خطرہ میں ڈالے اور انکی اخلاقی اور ذہنی قوتوں کو تباہ کر دے۔

انقلاب! انقلاب!!

کی صدائیں جدت پسند اور حریص انسان کو مستانہ تھوڑی دیر کے لئے دلنواز ترنم کا کام دیں مگر جو دانشمند ہیں وہ جانتے ہیں کہ اس کی تہ میں کیا ہوتا ہے۔ تھوڑی دیر کے لئے فرانس کے اس انقلابی شور و شر کے نظارہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھو جو تمام افراد انسانی کے حقوق کی حفاظت اور ان میں قیام مساوات کے لئے بلند کیا گیا تھا کیا کہ سکتے ہو کہ اس کا حشر کیا ہوا؟ صرف

جمہوری حکومت

پر خوش ہو جانا دانشمندی نہیں۔ وہ جمہوری حکومت (قطع نظر اس سوال سے کہ کیسی مفید ثابت ہوئی یا مضر) کسقدر جانوں اور آبروؤں کے بدلے میں خریدی گئی۔ اور پھر کیا اس سے وہ مساوات قائم ہو گئی جو وہ چاہتے تھے۔

ہرگز نہیں

خون کی ندیاں فرانس کی گلیوں میں بہ گئیں مگر مساوات قائم نہ ہوئی۔ نہ ہوئی اور نہ آیندہ ہو۔ اور ان فرضی اور خیالی تکالیف کا کوئی مداوا اور علاج نہ ہوا۔

میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ان حقوق کی مساوات کے خواہشمندوں کی مثال اس کھوسٹے کی سی ہے جسکی دم کٹی ہوئی تھی اور وہ تلاش دم میں

کسی دہقان کے کہیت میں جا کر کان اپنے کٹوا بیٹھا تھا۔ اس قادر الکلام شاعر نے ان الفاظ میں اس نقشہ کو کھینچا ہے۔

بود است خرے کہ دم نبودش	روزے زغم بے دمی فزودش
در دم طلبی قدم ہمی زد	دم مے طلبید و دم ہمی زد
ناگہ نہ ز راہ اختیاری	بگذشت میان کشت زاری
دہقاں مگرش ز گوشہ دید	بر جست و ز دو گوش ببرید
مسکیں خرک آرزوئے دم کرد	نا یافتہ دم دو گوش گم کرد

آنکس کہ ز حد برون نہد گام
این است سزائے او سرانجام

یقیناً یہی مثال ان نا عاقبت اندیش شوریدہ سروں کی ہے جو ہر معاملہ میں انگریزوں کے مقابلہ میں اپنی دم (ملکی حقوق) کو کٹا ہوا سمجھتے ہیں اور اس کے لئے بے اختیار ہوکر ادہر اُدہر دوڑتے ہیں اور شور مچاتے ہیں۔ اور گلا پھاڑ پھاڑ کر دن رات پکارتے ہیں کہ

فاتح اور مفتوح ایک پلیٹ فارم پر کھڑے ہوں

اس خیال بیہودہ کی بحث دنیر میں ہی نہیں کہ وہ اپنا وقت کھوتے ہیں بلکہ اس کھوتے کیطرح اپنے قائم شدہ حقوق کے کان بھی بعض اوقات کٹوا دیتے ہیں۔ میری اس تحریر سے اگر کوئی شخص یہ نتیجہ نکالے کہ میں ملکی اور قومی حقوق کی حفاظت اور حمایت کا مخالف ہوں تو یہ اسکی نادانی اور غلطی ہوگی اس لئے کہ مینے ہمیشہ یہ ظاہر کیا ہے کہ ادب اور عجز سے اپنی ضرورتوں اور مشکلات کو پیش کرنا داب سلطنت اور انسانیت کے خلاف نہیں ہے بلکہ ایک لازمی امر ہے۔ ہاں حد سے بڑھ جانا اور بے باکی اور گستاخی اختیار کرنا ہمیشہ غیر مفید اور نقصان رساں ثابت ہوا ہے۔ جہانتک مینے تجربہ کیا ہے اور اس قسم کے واقعات پر نظر کی ہے میں بلا خوف تردید کہ سکتا ہوں کہ جن لوگوں نے اس امر میں کوشش کی ہے کہ انگریز اور ہندوستانی اپنے سارے قومی اور ملکی حقوق میں مساوات حاصل کریں وہ

دماغ بیہودہ پخت و خیال باطل بست

کے مصداق ہیں۔ اسلئے کہ وہ گویا ہوا کو مٹھی میں بند کرنا چاہتے ہیں یا یہ کہو کہ ایک بادہوائی کام میں اپنا قیمتی وقت اور دماغ برباد کر رہے ہیں۔

مختلف سلطنتوں کی تاریخ کو پڑھ جاؤ اور خوب غور سے اس کے صفحہ پر نظر دوڑاؤ تمہیں کہیں بھی فاتح اور مفتوح میں مساوات کا رتبہ اور درجہ نظر نہ آئیگا۔ اور کبھی بھی ایک پلیٹ فارم پر یہ دونو فریق ملکی اور قومی حقوق کے لحاظ سے کھڑے نہیں ہوئے۔ اور نہ اس قسم کا سوشیل ملاپ پیدا ہوا جو مساوی حیثیت اور مساوی درجہ کے لوگوں میں ہوا کرتا ہے۔

میں اس مقام پر ایک سخت فروگذاشت کرونگا اگر یہ ظاہر نہ کروں کہ صرف اور صرف

اسلام کی تاریخ

اس امر میں بہت بڑی حد تک مستثنیٰ ہے۔ ورنہ تمام سلطنتوں اور حکومتوں میں اس معاملہ میں ایک ہی طرز اور روش پائی جائے گی۔

بہت بڑی حد تک مینے اسلئے کہا ہے کہ اسلام نے ذمیون کے حقوق کو مسلمانوں کے حقوق سے بہر حال کم رکھا ہے اور یہ کوئی قابل اعتراض امر نہیں ہے کیونکہ فاتح قوم کے ہر فرد کے دل میں ایک بے ساختہ اور غیر محسوس جذبہ اس فوقیت اور برتری اور ناز و انداز کا ضرور ہوتا ہے جسکو وہ کسی صورت میں اپنے دل سے محو نہیں کر سکتا اسیطرح جیسے وہ اپنی رنگت اور بناوٹ کو بدل نہیں سکتا۔ اسیطرح یہ بھی لازمی امر ہے کہ مفتوح قوم کے دل میں ایک فطرتی جذبہ ماتحتی۔ فروتنی۔ انکسار اور اپنے آپ کو ماتحت سمجھنے کا ہوتا ہے اور اس کے چھپانے کی خواہ کتنی ہی کوشش کیجاوے مگر وہ اپنا اثر کئے بغیر رہ ہی نہیں سکتا۔ جب حالت اس قسم کی ہو تو پھر مساوات حقوق کا شور مچانا ہر عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ کہانتک موثر اور مفید ہوگا

پس اسوقت جو ہمارے ملک کے بعض پرجوش جنگجو اور کوتاہ اندیش کہونگا عام لوگوں پر یہ ظاہر کرتے ہیں کہ ہمارے اور گوروں کے حقوق میں مساوات نہیں رکھی جاتی یہ فضول امر ہے۔ اس بحث میں پڑنا سودا در سر ہے۔ بہتر یہ ہے کہ نہایت ادب اور عجز کے ساتھ اپنی ضرورتوں اور تکالیف کو گورنمنٹ کی توجہ کے لئے پیش کیا جاوے اس میں شورش اور بغاوت کا رنگ پیدا کرنا نری حماقت اور بیہودگی ہے۔

میں اس سلسلہ مضامین میں جن خیالات کو ظاہر کر رہا ہوں وہ ملک اور قوم کی بھلائی کے نکتہ خیال سے ہیں۔ اور اسلئے میں چاہتا ہوں کہ شور مچانیوالے احباب ان نتائج اور اثرات پر غور کریں جو انکی گرما گرم تقریروں اور تحریروں سے پیدا ہونیوالے ہیں۔

جاہلوں اور کوتاہ اندیشوں کے مجمعوں میں کھڑے ہوکر یہ کہنا بہت آسان ہے کہ میں اپنی جان ہتھیلی پر رکھکر ملک کی خدمت کے لئے کھڑا ہوا ہوں یا یہ میں قید خانہ سے نہیں ڈرتا۔

لیکن جب ایسی باتوں کا انجام ظاہر ہوگا تب اہل ملک کو معلوم ہوگا کہ ان محبان ملک نے ملک سے کیسی دشمنی کی ہے میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ان محبان ملک کی مثال اُس

محافظ بندر کی سی ہے

جس نے اپنے آقا کو ہلاک کر دیا تھا دوسرے الفاظ میں یہ کہو کہ یہ

نادان دوست ہیں

فرض کرلو اگر ان بدخواہان ملک کے ارادوں کے موافق ملک میں بے چینی اور فساد پیدا ہوجاوے اور ۵۷ء کی طرح غدر کر دیا جاوے تو تھوڑی دیر کے لئے سوچو نتیجہ کیا ہوگا؟

کیا یہ لازمی امر نہیں کہ ہزاروں نہیں لاکھوں عورتیں بیوہ ہوجائیں۔ لاکھوں نہیں کروڑوں بچے یتیم ہوجائیں۔ اور ہزاروں ہی خاندان مٹ جاویں پھر کیا ہندوستان کا بھلا ہو جاویگا؟

اگر ہندوستان کا بھلا کشتوں کے پشتوں سے ہی ہوسکتا ہے تو پھر طاعون پونی لاکھ کے قریب ایک ہفتہ میں صفائی کر رہی ہے۔ اس سے بڑھکر اور کس خونی منظر کے تم منتظر ہو۔

ایک طرف ملک کی یہ حالت ہو رہی ہے کہ ہر روز ہزاروں عورتیں بیوہ ہو رہی ہیں اور ہزاروں بچے یتیم ہو رہے ہیں مگر محبان ملک ہیں کہ وہ اسپر بھی خوش نہیں ہوتے اور چاہتے ہیں کہ اور کشت و خون ہوں۔

کیا محبان ملک کی ہمدردی اور شفقت کا سارا مدار اب اسی پر آرہا ہے کہ ملکداری ان کے ہی اپنے ہاتھوں میں ہو۔ پہلے وہ اہل ملک کی جانوں کی تو پروا کریں انکو بچائیں اُنکے ساتھ ہمدردی کریں۔

کوئی ہمیں بتائے کہ ان ملکی ایجیٹیشن پھیلانیوالوں نے قومی اور ملکی ہمدردی سے متاثر ہوکر طاعون زدوں کے لئے کیا کیا۔ وہ گورنمنٹ کو الزام دیتے ہیں کہ وہ کچھ نہیں کرتی مگر میں انسے پوچھتا ہوں کہ انہوں نے خود کیا کیا ہے؟ وہ ایک انگریز کو دیکھکر گھبرا اُٹھتے اور بوکھلا جاتے ہیں اور کہتے ہیں انہیں ہمدردی نہیں محبت نہیں۔ مگر اس کا ان کے پاس کیا جواب ہے کہ کیا تمہارے ہی اہل ملک اور بھائی بند نہیں جو حکومت کے نشے میں سرشار ہوکر ہر قسم کی بداخلاقیوں اور بدذاتیوں کو روا رکھتے ہیں۔ اگر ضلع جالندہر اور ہوشیارپور کے ان واقعات کی تفصیل دیجاوے جو ۹۷-۱۸۹۸ء میں طاعون کے انتظام اور انسداد کے لئے جانیوالے پولیس مینوں اور ڈاکٹروں سے سرزد ہوئے تو بدن کے رونگٹے کھڑے ہوجائیں اور کوئی پتھر کا کلیجہ رکھنے والا انسان بھی ان کو سننے کی تاب نہ لائے۔ طاعون کا غضب کیا کر رہا ہے اور یہ اس طوفان میں اپنے بھائیوں کی دستگیری

کرنیوالے بیہودے کیا کر رہے ہیں۔ کیا ان کے ہاتھوں میں ہم کو بہر دینا چاہتے ہو۔ پہلے ملک کی اخلاقی اصلاح تو کر لو پھر ملکداری کے خواب دیکھنا تاتربیت پذیر گوروں کی بعض حرکات پر جو فی الحقیقت قابل شرم ہوتی ہیں اتنا شور مچایا جاتا ہے جسکی حد نہیں مگر دیسی جن سیہ کاریوں میں مبتلا ہیں اور وہ حکومت کی آڑ میں جو کچھ کر گذرتے ہیں اسپر نوٹس نہیں لیا جاتا ۔ اگر کسی شریر اور بدکار عہدہ دار کے خلاف کوئی آرٹیکل لکھا جاوے تو ہندو یا مسلمان اخبار نویس ہندو مسلمانوں کا سوال بناکر اسکی حمایت کیلئے آمادہ ہوجائیں گے اور ایک بھی انمیں نہیں ہوگا جو اسکی نالائقیوں اور بدذاتیوں پر اسے شرم دلاوے مجھے ایک معزز اخبار نویس نے ذکر کیا کہ لاہور میں ایک نالایق عہدہ دار کے متعلق بعض مضامین ٹربیون میں شایع ہوئے تو ایک ہندو اخبار نویس نے محض اسوجہ سے کہ وہ ہندو تھا اسکے ڈیفینس میں لکھنا شروع کر دیا۔

غرض

یہ بہت ہی نازک معاملہ ہو رہا ہے۔ یہ وقت نہیں کہ اس قسم کے شور و شر سے اہل ملک کو تباہ اور بدنام کیا جاوے ۔ یہ وقت ہے اپنی اصلاح کا۔ گورنمنٹ سے اگر کچھ چاہتے ہو تو اس طریق پر مانگو جو رعایا کا فرض ہے ادب اور امن کے طریقوں کو مت چھوڑو ۔ اور ناشکری اور غداری کا بیج مت بوؤ اس لئے کہ یہ طریقیں ملک اور قوم کے لئے مفید نہیں بلکہ

مضر ہیں

دانشمند اخبار نویسوں کو مناسب ہے کہ فوراً اس روش کو بدل دیں جو وہ گورنمنٹ کے خلاف اختیار کر رہے ہیں انکا نہیں اپنے ملک سے ذرا بھی ہمدردی ہے ۔ اور اہل ملک کو لازم ہے کہ وہ حد اعتدال سے نہ گذریں اور ایسے محبان ملک کی بات تک نہ سنیں جو انہیں گستاخی اور شوخی سکھاتے ہیں۔

۱۰

گورنمنٹ پنجاب کی رعایا پروری

گورنمنٹ پنجاب نے ازراہ کرم مجھے اس ریزولیوشن کی ایک کاپی بغرض اشاعت بھیجی ہے جو ۲۵ر اپریل ۱۹۰۷ء کو پاس ہوا ہے ۔ یہ ریزولیوشن محکمہ آبپاشی کے متعلق ہے ۔ اس کا خلاصہ یہ ہے۔

ہز آنر نواب لفٹنٹ گورنر پنجاب کو مختلف ذریعوں سے معلوم ہوا ہے کہ نہر اپر باری دواب کے نوآبادکاروں میں اسبات پر ناراضی اور بے چینی ہے جو انپر سرکار نے شرح محاصل اضافہ کیگئی ہے اور یہ اضافہ آنیوالی فصل خریف سے ہونیوالا تھا مگر ہز آنر لفٹنٹ گورنر نے نہایت رحم اور رعایا پروری کے خیال سے حالات ملک کو مدنظر رکھکر اس اضافہ لگان کو خریف ۱۹۰۸ء تک ملتوی کر دیا ہے ۔ اس التوا کی بڑی وجہ یہ ہے کہ امسال بے موقعہ اور با فراط بارشوں کیوجہ سے ربیع کی فصل کو سخت نقصان پہونچا ہے اور پلیگ بھی خصوصاً ان اضلاع میں جو نہر مذکور سے سیراب ہوتے ہیں اسقدر موتیں ہوگئی ہیں کہ بعض جگہ فصلوں کے کاٹنے کے لئے آدمی مہیا نہوں گے ۔ ایسی حالت میں لاٹ صاحب نے اس اضافہ لگان کو جہاں ۱۹۰۸ء کی خریف تک نہایت خوشی سے ملتوی فرمایا ہے وہاں آپ نے وعدہ فرمایا ہے کہ اس اثنا میں اضافہ شرح مالیہ پر نظر ثانی بھی کیجائیگی۔ اس حکم سے لاٹ صاحب نے رعایا پروری کا ایسا معقول اور قابل قدر ثبوت دیا ہے جو پنجاب کی تاریخ میں یادگار رہیگا۔ لاٹ صاحب یہ بھی فرماتے ہیں کہ چونکہ نہر اپر باری دوآب کے آبادکاروں نے پبلک ایجیٹیشن اور شور و شر میں حصہ نہیں لیا بلکہ اس سے کنارہ کشی کی ہے

لہٰذا وہ انکی شکایتوں پر نظر ثانی کرنے کے لئے اور انکی شکایتوں کو مٹانے کے لئے خوشی سے طیار ہیں۔

اس ریزولیوشن سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ جو ایجیٹیشن اور شور و شر کی دھمکی سے کام نکالنا چاہتے ہیں وہ ملک اور قوم کے بدخواہ ہیں۔ نوآبادکاران نہر چناب نے جو رنگ اختیار کیا ہے وہ سخت مضر اور مہلک ہے اس اصول کو جو لوگ ہاتھ سے نہ دیں گے کہ عرض حال کے لئے مناسب اور جایز طریق کو اختیار کرنا چاہیئے وہ انشاءاللہ بامراد ہونگے ۔ شور و شر سے گورنمنٹ کو دھمکانا حماقت ہے ۔ میری اپنی رائے یہی ہے اور میں شروع سے اس کا مخالف ہوں کہ جو حرکات آبادکاران نہر چناب کر رہے ہیں وہ سراسر نامناسب اور غیر موزون ہیں۔ اگر انکو کوئی تکالیف یا شکایات ہیں لیکن اس کے لئے آسان راہ یہ ہے کہ وہ طریق ادب کو ملحوظ رکھکر عرض کریں۔ اور جو لوگ اپنی اغراض کو مدنظر رکھکر انہیں اکساتے اور ناچ نچاتے ہیں انسے پرہیز کریں۔ گورنمنٹ ان بیہودگیوں سے متاثر نہوگی بلکہ اسے جایز رنج پہونچیگا ۔ ایسا جوش جو حد اعتدال سے متجاوز ہو سراسر فضول اور نکما ہے اور آبادکاران نہر اپر باری دواب کی مثال تمہارے سامنے ہے وہ اس ایجیٹیشن میں شریک نہیں ہوئے گورنمنٹ پنجاب نے خود انکی مشکلات اور مصائب کا اندازہ کیا اور انپر رحم فرمایا ۔ آبادکاران نہر چناب اپنا رویہ فوراً بدل لیں۔ کیونکہ ان کے حق میں یہی مفید ہے۔

دوسری اطلاع چیف سکرٹری صاحب اس ایکٹ کے متعلق بھیجی ہے جسپر آبادکاران نہر چناب میں شور و شر ہوا ہے اس اعلان کو بھی اگلی اشاعت میں چھاپ دونگا۔

خدا کی تازہ وحی

۲۳ر اپریل ۱۹۰۷ء ۔ سلام علیک

یکم مئی ۱۹۰۷ء ۱۔ پوری ہوگئی۔

۲۔ فلیدع النادیہ

(ترجمہ) پس چاہیئے کہ اپنے حمایتیوں کو بلالے تا پورا زور لگالیں۔

۳۔ اے بسا خانہ دشمن کہ تو ویراں کردی۔ } یہ الہام دو مرتبہ ہوا

۴۔ اے بسا خانہ دشمن کہ تو ویراں کردی۔

۵۔ وان شکرتم لازیدنکم

(ترجمہ) اگر تم شکر کرو تو میں زیادہ دونگا۔

یکم مئی (قریب عصر) یاتیک تحایف کثیرہ

۲۰ر اپریل ۱۹۰۷ء ۔ رؤیا میں دیکھا کہ بشیر احمد کھڑا ہے وہ ہاتھ سے شمال مشرق کی طرف اشارہ کرکے کہتا ہے کہ زلزلہ اس طرف چلا گیا۔

نوٹ اس وحی الٰہی سے معلوم ہوتا ہے کہ عدالت آسمانی سے کسی اور کے نام ہی سمن نہیں بلکہ وارنٹ جاری ہوا ہے جیسا کہ بقول حافظ یوسف امرتسری صاحب الٰہی بخش کے نام جاری ہوا تھا امید ہے کہ حافظ صاحب اب کے پھر توجہ کرکے بتلاسکیں گے کہ یہ کس کے نام ہے۔ ایڈیٹر

ناظرین کی توجہ کے لایق

اور مخالفوں سے ایک استفسار

دنیا کے ملوک اور سلاطین میں یہ رسم ہے کہ جب ان کا کوئی غضب کسی شہر پر نازل ہوتا ہے۔ اور اس شہر کے باشندوں کے قتل کیلئے عام حکم دیا جاتا ہے۔ تو اس صورت میں اگر کسی شخص کو اس سلطنت سے خاص تعلقات ہوتے ہیں۔ تو اس شخص اور اس کے عیال اطفال کی نسبت فرمان شاہی صادر ہوجاتا ہے کہ اس شخص کے مال و عزت اور جان پر کوئی شاہی سپاہی حملہ نہ کرے۔ ایسا ہی حضرت عزت جلشانہ کی عادت میں داخل ہے کہ جس شخص کو اس جناب میں کوئی تعلق عبودیت ہو۔ تو اس زمانہ میں جب قہر او رغضب الٰہی زمین پر نازل ہوتا ہے۔ اور ایک عام قتل کا حکم نافذ ہوتا ہے تب ملایک کو جناب حضرت عزت جلشانہ سے فہمایش کیجاتی ہے کہ اس گھر کے محافظ رہیں۔ پس یہی بھید ہے کہ جب عام طاعون دنیا پر نازل ہوگئی تو اسی ابتدائی زمانہ میں جب اس ملک میں طاعون شروع ہوئی۔ خدا تعالیٰ کیطرف سے مجھے الہام ہوا۔ کہ انی احافظ کل من فی الدار یعنے ہر ایک شخص جو اس گھر کی چاردیواری کے اندر رہتے ہیں۔ اسکو طاعون سے بچاؤں گا۔ چنانچہ قریباً گیارہ برس ہوئے جب یہ الہام ہوا تھا اور اس مدت میں لاکھوں انسان اس دنیا سے شکار طاعون ہوکر گذر گئے لیکن ہمارے اس گھر میں اگر ایک کتا بھی داخل ہوا تو وہ بھی طاعون سے محفوظ رہا۔ یہ کسقدر عظیم الشان معجزہ ہے لیکن ان کے لئے جو آنکھ بند نہیں کرتے۔ اب بھی اگر کسی کو یہ گمان ہے کہ یہ انسان کا افترا ہے یا یہ خدا کا کلام نہیں۔ تو اسے چاہیے کہ ایسا ہی افترا وہ بھی شایع کرے یا قسم کھاکر یہ شایع کرے کہ یہ خدا کا کلام نہیں۔ پھر میں یقین رکھتا ہوں کہ خدا تعالےٰ قدیر ضرور اسکو اس بیباکی کا جواب دیگا۔ اگر تم مشرق سے مغرب تک اور شمال سے جنوب تک سیر کرو تو تمام دنیا میں [illegible] ایسا ملہم نہیں ملیگا کہ خدا نے اس کو طاعون کی نسبت یہ تسلی دی ہو۔ کہ وہ اس کے گھر میں نہیں آئیگی۔ چاہیئے کہ ہمارے مخالف مسلمان اور آریہ اور عیسائی ضرور اس بات کا جواب دیں۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔

مرزا غلام احمد عفی اللہ مسیح موعود

انی مھین من اراد اھانتک

(ایک اور نشان ظاہر ہوا)

خدا تعالیٰ کی یہ وحی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عرصہ سے ہوچکی ہے اور جس نے اس تیر اہانت کا نشانہ حضرت حجۃ اللہ کو کرنا چاہا وہ خود ہی نشانہ ہوگیا ایک مرتبہ نہیں ہزاروں مرتبہ اسکی صداقت ظاہر ہوچکی ہے بعض نادان حماقت اور جہالت سے کہدیا کرتے ہیں اور فاضل جاہل بھی انکی تائید کرنیکو آمادہ ہوجاتے ہیں کہ مرزا صاحب جب کسی دشمن کی نکسیر پھوٹ جاوے تو اسے نشان بتا دیتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

مگر وہ احمق اتنا نہیں سوچتے کہ کیا یہ خصوصیت انہیں لوگوں کے لئے ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت کریں یا قانون قدرت کے نیچے کیا خود حضرت مسیح موعود نہیں ہیں؟ اصل یہی ہے کہ چونکہ وہ صادق ہے اور خدا تعالیٰ نے جو وعدے اس سے کئے ہیں وہ سراسر سچے اور پورے ہیں اسلئے جو اس کے مقابلہ میں آیا وہ ذلیل اور رسوا ہوا۔ مندرجہ بالا وحی کی تائید میں اور بھی بہت سا کلام الٰہی مختلف اوقات میں آپ پر نازل ہوا منجملہ انکے اسے بساخانۂ دشمن کہ تو ویران کردی اور الوم من یلوم بھی ہے۔

غرض اس وحی انی مھین من اراد اھانتک اور اسکی موید دوسری وحیوں کا نظارہ بجنور (سکینہ) میں دیکھا گیا ہے۔ وہاں قاضی نذر حسین صاحب ایک اخبار قلقل کے ایڈیٹر تھے اور باوجودیکہ وہ کسی زمانہ میں حضرت مسیح موعود کے دستر خوان پر روٹیاں توڑ چکے تھے اور حضرت حکیم الامۃ سے بھی فائدہ اٹھا چکا تھا مگر حرص و لالچ کا برا ہو انہوں نے اپنے ذاتی مفاد اور اغراض کی بنا پر حضرت مسیح موعود کی مخالفت کے لئے قلم اٹھایا۔ ابتداً تو اپنے اخبار کی پیشانی پر حضرت مسیح موعود کی نذر لکھا اور اس سے یہ غرض تھی کہ احمدی اسکو خریدینگے مگر جب کسی نے توجہ نہ کی تو مخالفت کا رنگ اختیار کیا۔ اور مخالفت بھی معمولی مخالفت نہیں بلکہ نہایت شرمناک اور ذلیل طریق مخالفت کا اختیار کیا۔ گندی گالیاں دینی شروع کیں اور بڑے بڑے دعوے مخالفت کے کئے کہ میں یوں کرونگا اور دوں ہوگا۔ اسنے اپنے زعم میں ہی سمجھ لیا کہ گویا سلسلہ کا قائم رہنا اسکی مخالفت نکرنے ہی کے باعث ہے۔ مگر وہ نادان نہیں جانتا تھا کہ وہ ایک تلوار کے ساتھ بازی کر رہا ہے۔ نتیجہ اس مخالفت کا جو ہوا وہ الہام مندرجہ بالا کا مصداق اور موید ہے اسکو کس کس طرح ذلیل اور رسوا ہونا پڑا یہ ایک لمبی داستان ہے جو میں انشاء اللہ مفصل درج کرونگا اسلئے کہ وہ سلسلہ کی تاریخ میں ایک قابلقدر ورق ہے یہاں مختصر طور پر اس انجام کو لکھدیا جاتا ہے جو قاضی صاحب کا ہوا۔ اور وہ یہ ہے کہ آپ چار مہینے کے لئے قید خانہ تشریف لیگئے ہیں اور وہ بھی کسی قومی یا ملکی جرم میں نہیں بلکہ جس جرم میں سزایاب ہوئے ہیں وہ نہایت شرمناک اور ذلیل ہے۔ اس کے متعلق اخبار عام نے جو کچھ لکھا ہے اسی کا درج کر دینا کافی ہے اب مخالف بتائیں کہ کیا یہ بھی اتفاقی امر ہے؟

پلیڈر کی سزا۔ بجنور کے پلیڈر قاضی نذر حسین کو سترہ روپیہ کی قلیل رقم کے ناجائز لالچ نے کیسی سخت مصیبت اور خواری میں ڈالدیا ایک شخص محمد احمد نے اپنے مقدمہ کی پیروی کیلئے مقرر کیا تھا۔ یہ تقسیم جائداد کا تھا مقدمہ ہوچکنے پر موکل نے کہا کہ اس کا روپیہ عدالت میں جمع ہے وہ واپس دلایا جاوے۔ اکتوبر سنہ ۱۹۰۵ء کو پلیڈر نے وہ روپیہ عدالت سے حاصل کیا لیکن موکل کو نہیں دیا۔ اس نے بار بار تقاضا کیا لیکن پلیڈر صاحب نے کچھ توجہ نہیں کی۔ یہ بھی نہ بتلایا کہ روپیہ عدالت سے وصول کرچکے ہیں۔ آخرکار بہت تنگ آکر محمد احمد نے ایک مختار سری پت رائے کی معرفت روپیہ عدالت سے نکالنا چاہا۔ اسوقت معلوم ہوا کہ عدالت میں اسکا جو روپیہ تھا وہ نذر حسین پلیڈر حاصل کرچکا ہے۔ اسپر موکل نے ڈپٹی مجسٹریٹ بجنور کی عدالت میں پلیڈر پر نالش کی۔ مقدمہ ثابت تھا۔ ڈپٹی مجسٹریٹ نے پلیڈر کو اجلاس عدالت تک قید اور ایکسو روپیہ جرمانہ کی سزا دی۔ اسکی اپیل سشن جج مرادآباد کی عدالت میں گیگئی۔ انہوں نے دیکھا کہ جرم کے مقابلہ میں پلیڈر کو سزا بالکل قلیل دیگئی ہے۔ چنانچہ سشن جج صاحب نے ہائی کورٹ الٰہ آباد میں استفسار کیا۔ مسٹر جسٹس بنرجی اور مسٹر جسٹس ایکمین صاحبان نے بروئے کاغذات کے معلوم کیا کہ واقعی پلیڈر نے سخت جرم کا ارتکاب کیا ہے۔ یہ ایسا جرم ہے کہ جس کے لئے حبس دوام بعبور دریائے شور یا دس سال قید کی سزا دیجاسکتی ہے اور اس جرم کے صرف جرمانے کی سزا پر اکتفا نہیں کرسکتے ہیں۔ با ایں ہمہ ججان عالیہ نے بلحاظ اسکے کہ پلیڈر کے لئے پیشے کی مصیبت لازم ہے صرف چار ماہ کی قید کی سزا کافی سمجھی اور جرمانہ کی رقم بھی بدستور رہنے دی ہے اور اس جرمانہ میں سے حکم دیا کہ بیس روپے محمد احمد کو

مسجد مبارک کی توسیع

میں الحکم کی گذشتہ اشاعت میں مسجد مبارک کی توسیع کی خوشخبری سنا چکا ہوں اس کے متعلق واجب الاحترام سکرٹری صاحب صدر انجمن احمدیہ نے ایک سرکلر میرے پاس مخلص احباب کے نام الگ بذریعہ ڈاک بھیجی ہے اور عام اطلاع کے لئے انہوں نے چاہا ہے کہ میں اس چٹھی کو الحکم میں چھاپ دوں۔ مجھے یہ کہنے کی حاجت نہیں کہ قوم کو کسقدر جلد ضرورت ہے کہ اس آواز پر لبیک کہے اور مطلوبہ روپیہ بھیجدے۔ خود چٹھی مذکور میں مولوی محمد علی صاحب ممدوح نے اس امر کو بیان کر دیا ہے اب اپنے ناظرین سے امید کرتا ہوں کہ وہ بہت جلد اس پر توجہ کریں گے۔ ایڈیٹر

وہ چٹھی یہ ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

از دفتر سکرٹری انجمن احمدیہ قادیان۔

مکرم بندہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مسجد مبارک کی توسیع کے متعلق بذریعہ اخبار یہ خوشخبری آپ تک پہنچ چکی ہے کہ اس کے لئے ایک قطعہ زمین جس کے لینے کی آرزو مدت سے تھی۔ آخر مل گیا۔ اور صدر انجمن احمدیہ کے نام اسکی باضابطہ رجسٹری ہو گئی۔ حضرت مسیح موعود کو اور آپ کے خدام کو اس سے بہت خوشی ہوئی ہے۔ اب یہ ضرورت ہے کہ اس پر عمارت کا کام جلدی شروع کیا جاوے۔ نوسو روپیہ اس قطعہ زمین کی قیمت دیگئی ہے جو خریدا گیا ہے (اسمیں نصف کے قریب قیمت کی اینٹ موجود ہے اور نیچے کے حصہ کی دیواریں بنی ہوئی ہیں) اور عمارت پر (اگرچہ ابھی پورا پورا تخمینہ نہیں لگایا گیا) غالباً تین ہزار روپے سے کم خرچ نہ ہوگا۔ کسیقدر ادل بدل موجودہ مسجد کو بھی ساتھ ملانے کے لئے ہی کرنا پڑیگا۔ گویا اسوقت چار ہزار روپیہ کی ضرورت ہے اس کام کی تکمیل کے لئے۔ ادہر بڑی مسجد کی بھی اس سال بہت توسیع ہوئی ہے۔ اور ان دونو مسجدوں کی توسیع میں یہ خوشخبری ہے کہ اس سلسلہ کو خدا بہت ترقی دینا چاہتا ہے۔ چونکہ انجمن کے معمولی بجٹ سالانہ میں معمولی اخراجات شامل ہوتے ہیں اسلئے اب ضرورت پڑی ہے اس بات کے لئے کہ اپنے احباب کو اس مسجد کے چندہ کے لئے الگ تحریک کیجاوے عام طور پر ایک تحریک بذریعہ اخبار کیگئی ہے اب آپ کی خدمت میں اس چٹھی کے بھیجنے کی غرض یہ ہے کہ آپ اپنی جماعت میں اس چندہ کے لئے تحریک کریں اور حتی الوسع جلدی کریں۔ میں امید کرتا ہوں کہ اس مبارک کام کے لئے ہمارے دوست چندہ میں بہت سعی کریں گے خدا تعالیٰ نے اس مسجد کے لئے بڑے بڑے وعدے کئے ہیں۔ پس جب انسان اپنے گھر کے لئے جس کے متعلق اسکو علم بھی نہیں ہوتا کہ اسمیں کچھ خیر و برکت ہے یا نہیں بہت سا روپیہ خرچ کر دیتا ہے تو ایک مومن کے لئے کیا مشکل ہے کہ وہی روپیہ خدا کے گھر بنانے میں صرف کر دے جو یقیناً اس کے لئے موجب خیر و برکت ہے، اور پھر یہ خدا کا گھر بھی وہ گھر ہے جو اس آخری زمانہ میں تمام برکات کا مورد و مصدر قرار پایا ہے اور جسکی بنا اس الہام الٰہی پر ہے مبارک و مبارک و کل امر مبارک یجعل فیہ۔ سوائے میرے دوستو! طرح طرح کی آفات اور بلائیں آسمان سے نازل ہو رہی ہیں اسوقت ہر ایک کار خیر میں سبقت کرو تا خدا کی حفاظت تمہارے شامل حال ہو۔ اگر اس تخمینہ میں سے کچھ روپیہ بچ رہا یا چندہ کچھ زیادہ آگیا۔ تو باقی روپیہ بڑی مسجد پر صرف کیا جائیگا۔ کیونکہ وہاں بھی توسیع کی بڑی بھاری ضرورت ہے۔

نوٹ جہاں جہاں اس چٹھی پر کوئی عملی کارروائی ہو ان احباب سے امید ہے کہ خاکسار راقم کو بھی اس سے اطلاع فرمانے سے دریغ نہ فرمائیں مگر روپیہ جو ہو بنام محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان آنا چاہئے اور کوپن میں تشریح کر دیجائے کہ چندہ تعمیر مسجد ہے

نوٹ۔ یہ مد نظر رکھا جاوے کہ روپے کی ضرورت جلدی ہے۔ لمبی میعادوں کے وعدے چندے کے نہ ہوں کیونکہ لمبے وعدے اکثر پورا ہونے سے ہی رہجاتے ہیں۔

ضروری نوٹ۔ اپنے سلسلہ کی خواتین کو بھی اس مبارک چندہ میں شامل ہونے کی تحریک کیجاوے۔ والسلام

خاکسار محمد علی از قادیان مرقومہ ۱۸ اپریل ۱۹۰۷ء

مجربات نور دین

حضرت حکیم الامۃ مولانا مولوی حکیم نورالدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کا نام طبی دنیا میں جس عزت اور وقعت کی نظر سے لیا جاتا ہے وہ امر ظاہر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جیسے آپ کو دینی علوم میں خاص قسم کی قابلیت اور فہم عطا کیا ہے اسیطرح علم طب میں آپ کو خاص مذاق اور حذاقت عطا فرمائی ہے جنے اپنے ذاتی اور عام فائدہ کے لئے آپ کے طبی مجربات کو جو ہر قسم کے ڈاکٹری۔ یونانی اور ویدک معالجات پر مشتمل ہیں آپکی بیاضوں سے جمع کیا ہے اور آپ ہی کی تجویز اور اشارہ سے اس کو مرتب کیا جسکی اصلاح بھی آپ نے فرمائی۔ یہ سلسلہ ایسا آسان اور عام فہم کیا گیا ہے کہ ہر شخص اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ ہر مرض کے اسباب۔ علامات۔ اور مختلف مجرب اور آسان علاج اسمیں لکھے گئے ہیں۔ یہ کتاب اپنے مضمون کے لحاظ سے کیسی جامع اور مفید ہوگی وہ اسی سے ظاہر ہے کہ حضرت حکیم الامت کے مجربات ہیں۔ حضرت ممدوح کے مجربات قطع نظر اس کے کہ بیش قیمت اور مفید مجموعہ ہے آپ سے محبت رکھنے والوں کے لئے ایک علمی یادگار ہے اس لئے امید کی جاتی ہے کہ ہر شخص اس مفید مجموعہ کو بہت جلد خرید لے گا۔ فی الحال پہلی جلد طیار ہے۔ قیمت ۱۰/ علاوہ محصولڈاک۔

مفتی فضل رحمان ایڈیٹر طبیب حاذق قادیان

روزگار کی ضرورت ہے

اگر کوئی بھائی احمدی انجینیر محکمہ نہر یا ریلوے آفس کلاس میں ملازمت کرتا ہو جسکو نقشہ نویسی کے کام کی واقفیت ہو یا تعلق رکھتا ہو۔ اگر کوئی جگہ نقشہ نویسی کی خالی دیکھے تو دفتر الحکم میں اطلاع کرے۔

یہ خاکسار کام سروے کا بھی بخوبی جانتا ہے۔ اور نقشہ نویسی کا بھی بلکہ پلاٹ کئے ہوئے نقشہ بہت موجود ہیں۔ اگر کوئی صاحب طلب کرے تو دکھا سکتا ہوں۔ سروے وغیرہ کا کام میں نے اپنے عزیز برادر سے سیکھا ہے جو آجکل نہر گنگ میں سب اورسیر ہیں۔

منہاج نبوۃ

بعض لوگ پوچھا کرتے ہیں کہ جب ہم کلمہ پڑھتے ہیں اور نماز و روزہ کے قایل ہیں تو پھر ہمیں مرزا صاحب کی کیا ضرورت ہے۔ اس کے جواب میں کئی طرح کے جواب دیئے جا سکتے ہیں مگر یہاں ہم ایک پہلو سے بحث کریں گے۔ وہ یہ کہ مسلمانوں کی آج کل ایسی گری ہوئی حالت ہے کہ گو وہ زبان سے کلمہ پڑھتے ہیں اور قوم کے اعتبار سے (یعنے اس لئے کہ باپ دادا مسلمان تھے) مسلمان کہلاتے ہیں مگر درحقیقت ان کے قلب اسلام سے اسقدر دور ہیں کہ وہ ہمارے امام مرزا صاحب کے بہلنے سے ایسے ایسے اعتراض کرتے ہیں جو کسی عیسائی یا آریہ کے منہ سے انبیاء علیہم السلام کے بارہ میں نکلتے ہیں۔ مسلمانوں کی اس حالت زار پر مجھے سخت رحم آتا ہے خصوصاً جب ایسے اعتراض کسی ایسے مسلمان کی زبان یا قلم سے سنتا اور دیکھتا ہوں جو عوام الناس میں مولوی مشہور ہے یا قوم کا ریفارمر تو مجھے رونا آتا ہے کہ الٰہی ؎

گر ہمیں مکتب است ایں ملا — کار طفلاں تمام خواہد شد

غرض مسلمان قوم کی یہ حالت ظاہر کر رہی ہے کہ وہ حدیث جسمیں پیشگوئی ہے کہ مسلمان آخری زمانہ میں یہود و نصاریٰ کی مثل ہو جائیں گے پوری ہو چکی اور اب مسلمان رامسلمان باز کردند کا زمانہ ہے اسی سے یہ سوال بھی حل ہو سکتا ہے کہ مرزا صاحب نے کتنے ہندو عیسائیوں کو مسلمان کیا۔ کچھ روز ہوئے ایک مولوی نے مجھے لکھا کہ مرزا صاحب اگر سچے ہیں تو زلزلہ کی تاریخ ہمیں کیوں اطلاع نہیں دیتے کہ فلاں تاریخ فلاں وقت آئیگا مجھے اسیوقت یاد آگیا ویقولون متی ھذا الوعد ان کنتم صادقین۔ اور پھر ساتھ ہی جواب بھی قل انما العلم عند اللّٰہ وانما انا نذیر مبین۔ دوسرے نے لکھا کہ مرزا صاحب تو کہتے تھے زلزلہ قریب ہے پھر اب تک آیا نہیں میں نے اسے لکھا کہ تم قرآن مجید میں پڑھتے ہو۔ دیکھو تیرہ سو برس گذر رہے ابھی تک قیامت آ تو نہیں گئی۔ تیسرے نے کہا یہ طاعون وغیرہ تمہیں مرزائیوں کی شامت ہے اسوقت مجھے یہ آیت قرآنی یاد آئی۔ قالوا انا تطیرنا بکم الی قالوا طائرکم معکم ائن ذکرتم۔ الآیۃ۔ پھر ایک نہایت ہی چالاک مگر پرلے درجے کے بیوقوف نے مجھے لکھا یہ جو پاس کے حواری ہیں اگر ان کو جو حصہ ملتا ہے بند کر دیا جائے تو سب تفرقہ ہو جائیں یعنے اس پر یہ آیت لکھ بھیجی۔ کہ نادان غور کر یہ کس کا قول ہے لا تنفقوا علیٰ من عند رسول اللّٰہ حتیٰ ینفضوا اور اب کس کے منہ سے نکل رہا ہے۔ غرض جسقدر اعتراضات ہمارے مسلمان بھائی کرتے ہیں ابلدفعہ میں نے غور کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ تمام اعتراضات اور ان کے جواب قرآن مجید میں موجود ہیں۔ مگر افسوس کہ وہ اعتراضات پہلے کفار کے منہ سے نکلتے تھے اور اب ہمارے مسلمان بھائیوں کی زبان سے نکلتے ہیں اور یہ سب منہاج نبوت سے ناواقفیت کا ثمرہ ہے میرا خیال ہے بلکہ میں یقیناً کہہ سکتا ہوں۔ کہ آج کل حضرت اقدس کی مخالفت میں جسقدر اعتراضات ہیں وہ سب اسی وجہ سے ہیں کہ یہ لوگ مطلق منہاج نبوت سے واقف نہیں۔ دیکھئے لاہور میں ایک اہل علم کی مجلس میں ایک صاحب نے اپنی طرف سے بڑے انصاف سے کام لیکر کہا کہ مرزا صاحب کی خدمات تو قابل قدر ہیں جو وہ غیر مذاہب کے خلاف اسلام کی تائید میں کر رہے ہیں مگر افسوس کہ انہوں نے اپنے مریدوں کو دوسرے فرقوں کے ساتھ نماز نہ پڑھنے سے روک کر اسلام میں تفرقہ اندازی کر دی ہے میں نے انہیں جواب دیا کہ اتنے انبیاء جو آ چکے ہیں ان کے سوانح پر غور کیجئے کہ وہ اگر اتفاق کی بنیاد کسطرح رکھا کرتے تھے کیا اس اصول پر کاربند ہو کر کہ با مسلمان اللہ اللہ با برہمن رام رام جو ایک قسم کا نفاق ہے یا اس طریق پر جو ہمارے امام نے اختیار کیا ہے۔ ذرا غور کیجئے ہمارے نبی کریم کا بھی یہی دعوےٰ تھا کہ میں یہود و نصاریٰ میں اختلاف مٹانے آیا ہوں مگر کیا آپ نے آکر وہ تو کی ہاں میں ہاں ملائی اور اپنے مریدوں کو انہیں گڈمڈ کر دیا یا اپنی جماعت علیحدہ بنائی۔ آخر یہود و نصاریٰ بھی کسی کتاب اللہ کی تابعداری کے دعویدار تھے جیسے ہمارے مسلمان بھائی ہیں پھر مسلمانوں اور دوسرے مذہب کے لوگوں میں جو تلوار چلی ہے ایک نادان ظاہر پرست تو دیکھکر یہی کہے گا کہ آپ نے تو معاذ اللہ تلوار چلائی کئی گھر ویران اور خاندان تباہ ہو گئے مگر جو فہیم ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ اس جنگ میں ہی اصل صلح مضمر تھی پس ایسا ہی ہمارے امام گو بظاہر آپ کو اختلاف ڈالنے والے معلوم ہوں مگر درحقیقت یہ ایک گا روائی ہے۔ باقی رہا غیر احمدی کے پیچھے نماز نہ پڑھنا تو اس کے لئے ایک دنیوی مثال کافی ہے کہ کوئی قوم اپنا ریپریزنٹیٹو ایسے شخص کو نہیں کرتی جو ان کا ہم خیال اور دلی خیر خواہ نہ ہو اب آپ ہی بتایئے کیا ایک غیر احمدی ایک احمدی کے لئے تہ دل سے دعا کرتا ہے کہ یا الٰہی ان کو بیڑا پار ہو۔ ان کے امام پر دین و دنیا کی برکتیں نازل کیجیو بلکہ وہ کمبخت تو ہماری تباہی کا خواہاں ہے پس وہ ہمارا ریپریزنٹیٹو کیسے ہوا۔ نیز امام کی اطاعت (بیعت) سے منحرف ایسے امام کی اطاعت سے جو مامور من اللّٰہ ہے باغی ہے پس کیا باغی بھی پیشوائی کا مستحق ہو سکتا ہے کچھ تو خیال کیجئے اسپر وہ خاموش ہو گئے۔ میں نے یہ بھی عرض کیا کہ نمازوں کو الگ کرنے سے منافق و مومن کی بھی خوب تمیز ہو گئی ہے۔ ورنہ کئی مطلب پرست مسلمان کہتے ہم احمدی ہیں حالانکہ وہ نہ ہوتے اب تو نماز کے وقت ضرور علیحدہ ہونا پڑتا ہے نہ ہوں تو صاف معلوم ہو گیا کہ یہ ہم میں سے نہیں۔

میں نے یہ قصہ صرف منہاج نبوت کو واضح کرنے کے لئے بیان کیا ہے۔ جس کی ناواقفیت مخبر عالم کے منچلے ایڈیٹر کو بھی ایک غلطی میں پھنسا کے رہی وہ حضور مقدس کے الہام ہزاروں آدمی تیرے پروں کے نیچے ہیں پر شوخی و استہزاء سے اعتراض کرتا ہے اور لکھتا ہے ایک پردار پیغمبر پیدا ہو گیا۔ نادان کو یاد نہیں آیا کہ دراصل میں سید المرسلین خاتم النبیین محمد رسول رب العالمین صلے اللّٰہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین پر اعتراض کر رہا ہوں۔

کہ ان کی نسبت قرآن مجید میں ہے واخفض جناحک للمومنین مومنوں کو اپنے پروں تلے لے۔ تو کیا یہی الفاظ ان پر بھی بولو گے؟ شرم! شرم!! شرم!!!

اکمل آف گولیکی ضلع گجرات

عصرِ جدید کی کفایت شعاری

چند روز ہوئے کہ اخبار وکیل نمبر ۵۸ جلد ۱۲ میں ایک مضمون بعنوان "قادیانی تحریک ؏" دیکھنے میں آیا جو عصرِ جدید کے کفایت شعار ایڈیٹر میاں غلام الثقلین صاحب کے قلم کا لکھا ہوا تھا اور مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے کے کسی مضمون پر صاحب ممدوح نے لکھا تھا۔ مضمون کیا تھا ایڈیٹر صاحب عصرِ جدید کے معتقدات کا فوٹو تھا جس کے پڑھنے سے ہم اس نتیجہ پر پہنچے کہ میاں غلام الثقلین صاحب کے عقائد ماشاء اللہ چشم بد دور فلسفیانہ دماغ کے نتائج سے ہیں مگر کس فلسفی دماغ سے؟ اوسی فلسفی دماغ سے جن کے ذریعت آجکل یورپ وامریکہ میں اپنے آپ کو مذہب کی پابندی سے محض آزاد سمجھکر اور یقین کر کے فری تھنکر بننے کے مدعی ہیں کیونکہ جیسا کہ اُن کے نزدیک مذہب صرف بازیچۂ طفلاں ہے ایسے ہی جناب عصرِ جدید کے کفایت شعار ایڈیٹر صاحب اگرچہ مسلمانوں کے زمرہ میں تو شامل ہیں اور مسلمانوں کے فرزند بھی لاریب ہیں مگر اسلام کے عقائد سے جناب کو ایسا تعلق نہیں ہے جیسا کہ ایک مسلمان اور "ہونہار بروے کے چکنے چکنے پات" کو ہونا چاہیے۔ ناظرین شاید ہماری اس تمہید کو پڑھکر چونک پڑیں گے کہ ہیں؟ یہ کیا پہلو اختیار کیا جاتا ہے کہ ایک مسلمان کے فرزند اصلاح تمدن کے شیدائی کفایت شعاری کے فریفتہ محنت وعدالت کے حامی کو کنکے ساتھ ملایا جاتا ہے یا کن حضرات کا ہم نوالا وہم پیالا بنایا جاتا ہے؟ مگر ذرا صبر کرنے سے اور آگے آگے چلنے سے یہ تمام راز کھل جاتا ہے کہ ہم نے کیوں اس غلط کار فریب خوردہ شخص کو ایسوں سے نسبت دی ہے۔

اعلیٰحضرت سیدنا میرزا صاحب وہ انسان اور اعلےٰ درجہ کے انسان ہیں کہ جو اپنے وجود کو انبیاء علیہم السلام کے وجود کیطرح بیان فرماتے ہیں اور اونپر ایمان لانیوالے اور انکی تقلید کرنیوالے بھی فی الحقیقت حضور کے وجود کو ایسا ہی سمجھتے ہیں جیسے کہ انبیاء علیہم السلام کے وجود تھے اور در اصل ہیں اور اُن کے خوارق عادت نشانات اور پیشگوئیاں جس طرز کی تھیں یعنے جس طرز کی وہ پیشگوئیاں بیان فرماتے تھے اور جسطرح پیران کے معنے وے بیان کرتے تھے جو کہ کبھی اوسی رنگ میں پوری ہوتی تھیں اور کبھی دوسرے رنگ میں جسطرح پیشگوئی ظاہر کرنیوالے عالم الغیب رب العالمین کا منشاء تھا پوری ہوتی تھیں اسیطرح حضرت مرزا صاحب کے بھی خارق عادت نشانات پیشگوئیاں وغیرہ پوری ہوتی ہیں۔ اور کہ جسطرح دوسرے انبیاء علیہم السلام محض انسان اور رسول تھے اسیطرح جناب میرزا صاحب بھی محض انسان اور رسول ہیں۔ مگر رسول بھی کیسے؟ ایسے ہی جیسے کہ اُن کے مولا کریم نے جو ذکر فرمادیا کہ بیان کردے کہ "من نیستم رسول ونیاور دہ ام کتاب" یعنے میں اسطرحکا رسول ہوں جو کتاب الٰہی لیکر نہیں آتے محض دوسری شریعت کی تابع داری کرنے اور کرانے آتے ہیں۔ اور یہ ظاہر ہے کہ علم غیب اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا ہاں یہ بیشک ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء ورسل کے ذریعہ غیب کی پیشگوئیاں ظاہر فرما کر اپنی ہمہ طاقت وہمہ قدرت کا ثبوت دیتا ہے مگر یہ نہیں کہ نبی اور رسول جو پیشگوئی کرتے ہیں وہ اسکی پوری کیفیت سے ایسی ہی آگاہی رکھتے ہیں جیسے کہ عالم الغیب رب العالمین کو ہوتی ہے۔

ایڈیٹر صاحب عصرِ جدید باوجودیکہ اصلاح تمدن کے سکرٹری[1] و حامی ہیں اتفاق قومی کفایت شعاری۔ محنت۔ عدالت وغیرہ کے متعلق بحث مباحثہ کرنیکا زیادہ شوق رکھتے ہیں اور اوسپر لمبے چوڑے مضامین لکھنے کے عادی ہیں مگر پھر بھی حضرت اقدس سے محض غلط عقائد کی بنا پر بیجا پرکاش کیوجہ سے وہ اصول اختیار کیا ہے کہ اتفاق قومی محنت۔ عدالت وغیرہ سے صریحًا بغاوت رکھتا ہے اور کہ جو عقیدہ وہ اپنا ظاہر کرتے ہیں وہ ایسے انسان کا نہیں ہو سکتا جو کہ مسلمان ہو اور قرآن دان ہونیکا یہانتک اوس کو دعوے کہ دوسروں کو اپنے سے استفادہ حاصل کرنے کی ترغیب دیتا ہو۔

ایڈیٹر صاحب عصرِ جدید کے سارے مضمون پہ تبصرہ (ریویو) لکھنے کا نہ تو ہم کو وقت ہی میسر ہے اور نہ سردست ہم مناسب سمجھتے ہیں۔ کیونکہ جیسے بالمقابل جناب نے خامہ فرسائی کی ہے وہ ماشاء اللہ خود اہل قلم انشاء اللہ پر ہیں۔ ہم نے جن امور پر نظر کرنی ہے اور وہ بھی محض اسلیئے کہ اتفاق قومی کا حامی ایسی باتیں کرے کہ جسمیں قوم کا اتفاق نہیں اور کہ جو عدالت اور انصاف کے سراسر خلاف ہیں اور وہ حسب ذیل ہیں

(۱) انا لننصر رسلنا الخ میں وعدہ ہے کہ ہم رسولوں اور مومنوں کی اسی دنیا کی زندگی میں مدد کیا کرتے ہیں مگر خلفاء اربعہ اور سبطین میں سے منجملہ چھ کے پانچ دشمنوں کے ہاتھوں سے مقتول ہوئے تب خدا نے انکی کیا مدد کی؟ گویا یہ پیشگوئی آنحضرت صلعم کی کفایت شعار۔ محنت وعدالت کے حامی۔ اتفاق قومی کے مؤید کے نزدیک پوری نہیں ہوئی۔

(۲) دس پیشگوئیوں کے سچے ہونے سے صداقت ثابت نہیں ہوتی اور ایک پیشگوئی کے جھوٹے ہونیسے جناب کفایت شعار کے نزدیک کذب ثابت ہوجاتا ہے۔ واہ سبحان اللہ! قربان جایئے کفایت شعاری محنت وعدالت کے۔

(۳) پیشگوئی ایسی ہونی چاہیئے جو صاف اور شفاف ہو اور کسی قسم کی تاویل اسکی نہ کیجاوے یعنے جو معنے پیشگوئی کے ملہم اجتہاد سے پہلے کرے اوسکے مطابق وقوع میں آوے ورنہ وہ مہمل مجمل اور اٹکل بازی کا نتیجہ ہوگا۔ کیونکہ کفایت شعاری سے یہ بات بعید ہے کہ ایسی پیشگوئی منجانب اللہ تسلیم کیجاوے جس کے معنے پیچھے یعنے بعد وقوع مانے جاویں اسلیئے کہ ایسی باتیں کفایت شعار صاحب کے اختراعی مذہب میں اور کہ مذہب نہیں ہو سکتیں خیر یہ تو عقیدہ ایک ایسے شخص کا تھا جسکو نہ تو قرآن کی خبر ہے اور نہ حدیث کی اور نہ اس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ودیگر انبیاء علیہم السلام کی سوانح پر نظر کی ہے یا جان بوجھکر لوگوں کی آنکھوں میں خاک جھونکنے کا ارادہ کر کے اپنی کفایت شعاری کا اور عدالت واتفاق قومی کا ثبوت دیا ہے مگر وکیل کو کیا ایسی مصیبت آپڑی تھی کہ اُس نے ایسے مضمون کو جس میں قرآن کریم سے سراسر بغاوت اختیار کیگئی ہے درج کر دیا۔ کیا وکیل ثابت کر سکتا ہے کہ قرآن میں اس قسم کی پیشگوئیاں ہیں جسطرحکا منشاء تمہارے ان نامہ نگار صاحب کا ہے؟ اور کہ کیا فی الحقیقت آپ لوگوں کے دل ایسے ہی مسخ ہوگئے ہیں کہ نجومیوں اور نبیوں کی پیشگوئیوں میں فرق کرنے کی طاقت آپ لوگوں سے سلب کر لیگئی ہے کہ جنکے سبب آپ کی نظر میں اور آپکے نامہ نگار کفایت شعار صاحب کی نظر میں ایسی پیشگوئیاں اور کہ مذہب نہیں

٭ اس مصرعہ کو درج کر کے میاں غلام الثقلین صاحب نے یہ اعتراض کیا ہے کہ کہیں تو میرزا صاحب رسول بنتے ہیں اور کہیں کہتے ہیں کہ "من نیستم رسول ونیاوردہ ام کتاب" ہے مگر اس غلط کار فریب خوردہ شخص کو اتنا نہیں نظر آتا کہ اس مصرعہ میں پوری تشریح موجود ہے کہ کس رسالت کا انکار اور کس رسالت کا اقرار ہے۔ میرزا صاحب فرماتے ہیں کہ ایسا رسول نہیں ہوں جو صاحب کتاب یا صاحب شریعت ہوتے ہیں ہاں ایسا رسول ہوں جو دوسری کتاب کی پیروی کرنے کرانے آتے ہیں منہ

[1] اب استعفا دیدیا ہے منہ

ہو سکتیں جس کے معنے اللہ تعالیٰ ہی سے سمجھائے؟ تعجب کہ نجومی آپکے نزدیک اسقدر وقعت رکھتے ہیں کہ وہ غیب کی خبریں معلوم کر لیتے ہیں اور وہ ٹھیک بھی اترتی ہیں مگر جو خبر اللہ تعالیٰ اپنے کسی نبی کے ذریعہ ظاہر فرماتا ہے اور اسکو پورا کرتا ہے وہ صرف اسیقدر وقعت رکھتی ہے کہ اسکو آپ اوکہ مذہب سے باہر سمجھیں۔ تعجب کہ قرآن فرماوے کہ قل لا یعلم من السمٰوٰت والارض الغیب الا اللہ ط یعنے اے نبی کہدو کہ جتنی مخلوق آسمانوں و زمین میں ہے اونمیں سے کوئی غیب نہیں جانتا اللہ کے سوا۔ اور وکیل کے نامہ نگار کفایت شعار صاحب نجومیوں کی اٹکل بازی کی پیشگوئیوں کو تو بلا چون و چرا سچا تسلیم کریں مگر انبیاء کی پیشگوئیوں کے لئے یہ اصول اختراع کریں کہ اون کو ذو معنے اور مہمل نہیں ہونا چاہیئے بلکہ مفصل و مشرح ہونا چاہیئے مگر باوجود اسقدر علم و فضل و قرآن دانی کے دعوے کے ایک دو پیشگوئیاں قرآن کریم و آنحضرت صلعم کی درج نہ کر دیں جو اون کے نزدیک اوکہ مذہب نہیں پھر پیشگوئیوں کے بارہ میں قرآن کریم تو فرماوے کہ سیریکم آیاتہ فتعرفونہا یعنے پیشگوئی کے معنے بعد از وقوع کے ہی درست ہو سکتے ہیں کیونکہ انسان عالم الغیب نہیں اور اوس کے اجتہاد میں غلطی ہو سکتی ہے مگر میاں غلام الثقلین باوجودیکہ مولوی محمد علیصاحب کو استفادہ حاصل کرنے کے لئے تحریر فرماتے ہیں اسقدر قرآن سے ناآشنا ہیں کہ پیشگوئی مفصل چاہتے ہیں مجمل چاہتے ہی نہیں مگر سوال یہ ہے کہ اگر پیشگوئیاں مفصل ہی چاہیئے ہو تو قرآن کریم کی پیشگوئیوں پر کیا ایمان لائے ہو یا نہیں کیونکہ اسمیں ایسی بہت سی ہیں جو مجمل ہیں انکی بابت آپ نے کیا فیصلہ کیا ہے۔ نیز یہ فرمانا چاہیئے کہ اگر پیشگوئی کے واقع کا پورا علم پیشگوئی سنانے والے کو ہونا چاہیئے تو کفار کے و یقولون متیٰ ھذا الوعد کے جواب میں آنحضرت صلعم نے یہ کیوں فرمایا تہا کہ انما العلم عند اللہ و انما انا نذیر مبین۔ آنحضرت صلعم کو تو چاہیئے تہا بموجب آپکے اختراعی عقیدہ کے کہدیتے کہ فلان تاریخ کو یہ وعدہ پورا ہوگا نہ یہ کہ اس کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے اور میں تو صرف ڈر سنانے والا ہوں۔

اس تمام بحث سے ہر ایک انسان بخوبی نتیجہ نکال سکتا ہے کہ میاں غلام الثقلین کا کیا مذہب ہے اور ان کے دوست میاں غلام محمد صاحب کس مذہب و ملت کے حامی ہیں اور کہ ان دونوں حضرات کو قرآن کریم سے کسقدر تعلق ہے۔

ایک طرف تو دعوے ہے اصلاح تمدن۔ کفایت شعاری۔ محنت عدالت کا اور دوسری طرف اتفاق قومی کا مگر عقیدہ اور مذہب جو کچھ بنا رکھا ہے اس سے صاف عیان ہوتا ہے کہ اصلاح تمدن اور اتفاق قومی کو یا تو یہ جانتے ہی نہیں یا یہ کہ محض میرزا صاحب سے بیجا پرخاش کیوجہ سے اسلامی عمارت کو ہی منہدم کرنا ہی ان کے نزدیک اصلاح تمدن اور عدالت و اتفاق قومی ہے میاں غلام الثقلین صاحب وہ حضرت ہیں کہ جو کچھ مدت تک مالیرکوٹلہ میں ججی کے منصب پر بھی سرفراز رہے ہیں تاہم ان کے نزدیک عدالت یہ ہے کہ دس پیشگوئیاں سچی ہونیسے صداقت ثابت نہیں ہوتی مگر ایک کے کاذب ہونیسے کذب ثابت ہو جاتا ہے۔ ایکطرف تو یہ اقرار ہے اور دوسریطرف بطور دلیل کے انا لننصر رسلنا الخ کو پیش کر کے اس کی صداقت سے انکار کر دیا ہے۔ جس سے ہر ایک انسان اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے کہ ان حضرات کا تعلق کن بزرگوں کے ساتھ ہے اور کہ جن دنوں میں یہ حضرت جج ہونگے کیسے کیسے ظلم ان سے سرزد ہوئے ہونگے کیونکہ جس شخص کے نزدیک دس دلیلیں صداقت کی کافی نہیں ہو سکتیں اور محض ایک ادہوری دلیل سے بہانہ پکڑتا ہے وہ کب انصاف کر سکتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ جن دنوں میں یہ حضرت مالیرکوٹلے میں جج تہے اسیطرح لوگوں کے مقدمہ خراب کر کے اُن کو خراب خستہ کرتے ہونگے یعنے اگر کسی مقدمہ میں ایک فریق اپنے مقدمہ کی صداقت میں دس ثقہ گواہ پیش کرتا ہوگا تو اوسکی سچائی کو اور مضبوط دلایل کو نہیں مانتے ہونگے اور مخالف فریق کی ایک گواہی باطل ہی سے تمام مقدمہ خراب کر کے اپنی عدالت و محنت کا ثبوت دیتے ہونگے۔

ہر ایک انسان غور کر سکتا ہے کہ یہ کس عدالت اور کفایت شعاری کا نتیجہ ہے کہ دس پیشگوئیوں کے سچے ہونیسے صداقت ثابت نہیں ہوتی اور ایک جہوٹے ہونیسے کذب ثابت ہو جاتا ہے۔ اگر یہ انصاف کا مقتضا ہے تو بتلانا چاہیئے کہ آپ نے اس اصول پر عملدرآمد بھی کیا ہے کہ نہیں؟ یعنے آنحضرت صلعم و موسے و عیسےٰ علیہم السلام کی دس پیشگوئیوں پر اکتفا نہ کر کے صرف ایک کے کاذب ہونیسے اون کے (نعوذ باللہ) کذاب ہونے کے قایل ہو گئے ہیں کہ نہیں؟ اگر نہیں تو کیوں نہیں اور اگر ہو گئے ہیں تو اب کیا تم نری تہنگر ہو یا کچھ اور؟ شاید آپ فرماویں کہ آنحضرت صلعم کی کونسی پیشگوئی جہوٹی ہوئی تو اس کے جواب میں عرض ہے کہ اگرچہ ہمارے نزدیک پیشگوئیوں کے معیار کے مطابق تو کوئی بہی پیشگوئی آنحضرت صلعم کی نہیں جو نہ پوری ہوئی ہو یا نہ پوری ہو۔ مگر آپ نے جو ایک پیشگوئی کر کے اسکو جہٹلانے کے لئے ہاتہ پیر مارے ہیں اور اوسپر جرح قدح کی ہے یعنے انا لننصر رسلنا الخ اسے ذہن میں رکھکر بتلاویں کہ آپ نے اپنے اس اصول پر کہ (دس پیشگوئیوں کے سچے ہونیسے صداقت ثابت نہیں ہوتی اور ایک کے جہوٹے ہونیسے کذب ثابت ہو جاتا ہے) کیا عمل کیا ہے؟ تاکہ ہم بھی معلوم کر سکیں کہ کفایت شعاری محنت و عدالت میں بے شک آپ حاتم زمان ہیں اگرچہ اصلاح تمدن و اتفاق قومی میں محض ناکام و نامراد ہیں۔ (باقی پھر اگر ضرورت پڑی تو)

خاکسار محمد حسین از لاہور چہاونی

التماس

میں اپنے مظلوم بہائیونکی خدمتمیں جو جہلا علماء اور خود غرض کی ہاتھ ظلم رسیدہ ہو گئے ہیں ان صاحبونکو نہایت انکساری سے عرض کر دینا مناسب سمجہتا ہوں جو کہ بیہودہ و نامبردہ علماء و بلا نوشگروہ اپنی نفسانی خواہشات فتوح وغیرہ کو مقدم سمجہکر خود بھی نیز اس مسکین قوم کو راہ مستقیم سے روکتے ہیں کہ ہمارے ششماہی یا سالیانہ خدا حق پاکر مجہے اپنی ربوبیت سے معطل کر دیں تو ہماری آؤ بہگت مالی امداد فتوح وغیرہ میں روک نہ پڑ جائے اور ہمیں حقیقی خدا کی خوشامد کرنی پڑے مدت سے زمانہ ایک مصلح کا منتظر تہا اللہ کا برگزیدہ حضرت اقدس مرزا غلام احمد مسیح موعود و مہدی مسعود آیا حق کیطرف بلاتا ہے اسکیطرف جلدی پہنچے جاؤ ریاکاری تعصب نفسانی خواہشات کو دور کر کے اس اللہ کی واری کرو جو حی القیوم اور رب العلمین ہے مذکورہ بالا علماء وغیرہ کی پیروی مت کرو جنہوں نے بہتان کے امتحان میں اعلےٰ درجے کے نمبر حاصل کئے کسب بطلان سے خواہشات مذکورہ کیلئے اور مسکین قوم کی نفرت کیلئے بہتر یہ تدبیر یا ور حیلہ جانتے کہ اکثر سنا گیا ہے کہ سلسلہ حقہ کے لوگ نماز کیلئے جس مسجد میں جاویں وہ ہی جا دینگی کہتے ہیں ندا آتی ہیں کہ حضرت اقدس مندرجہ بالا پیغمبری کا دعوی کرتے ہیں اور نعوذ باللہ قرآن و حدیث سے منکر ہیں یہ سب جہوٹی تدبیریں انہیں کیطرفسے ہیں بالمقابل انکی خدا وند کریم اپنے فضل سے روز بروز سلسلہ مذکورہ کی تائید و نصرت کرتا ہے اور کرتا رہیگا سو بہائیو کم فہم مت ہو کانوں سے روئی نکالو خود ہوشیار ہو جاؤ اخبار الحکم و بدر سلسلہ حقہ سے جو نکلتی ہے اسمیں درج شرایط سنو اور خود پڑہو آخرکار مرنا ہے حق مانو باطل سے کنارہ کرو خدا وند کریم سب بہائیو نیز [illegible]